بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 69

شمارہ 48

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ سالانہ 700 روپے

بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈیا 80 ڈالرامریکن یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

10 ربیع الثانی 1442 ہجری قمری ● 26 نبوت 1399 ہجری شمسی ● 26 نومبر 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحۡسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا (النساء:126)

ترجمہ: اور دین میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اپنی تمام تر توجہ اللہ کی خاطر وقف کردے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور اس نے ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنالیا تھا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 نومبر 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

کوئی ڈاکٹر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ فلاں دوا فائدہ کرے گی، اگر ایسا ہوتا تو پھر کوئی کیوں مرتا طبیبوں اور ڈاکٹروں کو چاہئے کہ متقی بن جاویں، دوا بھی کریں اور دعا بھی، تنہائی میں دعا مانگیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

رعایت اسباب منع نہیں ہے

رعایت اسباب ہماری شریعت میں منع نہیں ہے۔ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم دوا کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں دوا کرو۔ کوئی مرض ایسا نہیں جس کی دوا نہ ہو۔ ہاں یہ بالکل سچی بات ہے کہ کوئی بید یا ڈاکٹر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ فلاں دوا فائدہ کرے گی۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر کوئی کیوں مرتا۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کو چاہئے کہ متقی بن جاویں۔ دوا بھی کریں اور دعا بھی۔ تنہائی میں دعا مانگیں۔ جنہوں نے گھمنڈ کیا تھا خدا نے ان کو ہی ذلیل کیا ہے۔ لکھا ہے کہ جالینوس کو اسہال کے بند کرنے کا بڑا دعویٰ تھا۔ خدا کی شان ہے کہ وہ خود اسی مرض کا شکار ہوا۔ اسی طرح بعض طبیب مدقوق ہوکر اور بعض مسلول ہوکر اس تختۂ دنیا سے چل دیئے۔

اللہ تعالیٰ پر ہی کامل بھروسہ کرنا چاہئے

میری غرض اس سے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے دعووں کی حقیقت کھول دی اور بے جا شیخی کا بھانڈا پھوڑ کر دکھایا۔ جو دعویٰ کیا اسی دعوے میں پست ہوئے۔ معلوم ہوا کہ دعویٰ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے والد صاحب مرحوم بھی مشہور طبیب تھے اور پچاس برس کا تجربہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حکمی نسخہ کوئی نہیں۔ حقیقت یہی ہے۔ تصرف اللہ کا خانہ خالی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا سعادت مند ہے۔ مصیبت میں شیخی میں نہ آوے۔ غیر اللہ پر بھروسہ نہ کرے۔ یک دفعہ ہی خفیف عوارض شدید ہونے لگتے ہیں۔ کبھی قلب کا علاج کرتے کرتے دماغ پر آفت آجاتی ہے کبھی سردی کے پہلو پر علاج کرتے کرتے گرمی کا زور چڑھ جاتا ہے۔ کون اس کو طے کرسکتا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ان حشرات الارض اور سمّیات کو کوئی کب گن سکتا ہے۔ بیماریوں کو بھی نہیں گن سکتے۔ لکھا ہے کہ آنکھ ہی کی تین ہزار بیماریاں ہیں۔ بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایسے طور پر غلبہ کرتی ہیں کہ ڈاکٹر نسخہ نہیں لکھ چکتا جو بیمار کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آنا چاہئے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 232، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

مسلمانوں نے ہزار سال تک مسیحی ممالک پر حکومت کرکے اُن کے سردار کی جس عزت کا اظہار کیا کاش مسیحی لوگ دو تین سو سال کی حکومت پر ایسے مغرور نہ ہوجاتے کہ نبیوں کے سردارؐ پر درندوں کی طرح حملے کرتے اور مسلمانوں کے اُس احسان کا کچھ تو خیال کرتے کہ انہوں نے یسوع کے خلاف کبھی جارحانہ قدم نہیں اٹھایا

وَلَہُمۡ فِیۡہَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ (البقرہ:26) کی تفسیر میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَلَہُمۡ فِیۡہَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ۔ انہیں وہاں پاک ساتھی یا پاک بیویاں یا پاک خاوند ملیں گے۔ پاک ساتھی کے معنوں کی صورت میں تو کسی کیلئے اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ اِس صورت میں اِسکے یہ معنی ہونگے کہ جنت میں جس طرح غذا ایک دوسرے کی ممد ہوگی اس طرح اِسکے سب مکین ایک دوسرے کی رُوحانی ترقی میں مدد کرنے والے ہونگے گویا اندرونی اور بیرونی ہر طرح کا امن اور تعاون حاصل ہوگا۔

اور اگر خاوند یا بیوی کے معنی کئے جائیں کیونکہ ازواج مرد اور عورت دونوں کیلئے بولا جاتا ہے عورت کا زوج اسکا خاوند ہے اور مرد کا زوج اسکی بیوی تو اس صورت میں اسکے ایک معنی یہ ہونگے کہ ہر جنتی کے پاس اس کا وہ جوڑا رکھا جائے گا جو نیک ہوگا۔ اس صورت میں بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑسکتا بلکہ یہ تو تحریک ہے کہ مرد کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنی بیوی کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور عورت کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنے خاوند کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اگر وہ دنیوی زندگی کی طرح اگلے جہان میں بھی اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرے تا ایسا نہ ہو کہ میاں جنت میں ہو اور بیوی دوزخ میں ہو یا بیوی جنت میں اور میاں دوزخ میں ہو۔ ان معنوں کے رُو سے یہ روحانی پاکیزگی کی ایک اعلیٰ تعلیم ہے جس پر اعتراض کرنیکی بجائے اسکی خوبی کی داد دینی چاہئے۔

باقی رہا یہ کہ اِسکے معنے یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ ہر شخص کو ایک پاک جوڑا دیا جائے گا تو ان معنوں کے رو سے بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر یہی معنی ہوں کہ ہر مرد کو ایک پاک بیوی دی جائے گی اور ہر عورت کو ایک پاک مرد دیا جائے گا تو اس پر کیا اعتراض ہے اعتراض تو اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کسی ناپاک فعل کی طرف اشارہ کیا جائے جب قرآن شریف پاک کا لفظ استعمال کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ جنت میں وہی کچھ ہوگا جو جنت کے لحاظ سے پاک ہے پھر اِس پر اعتراض کیسا۔

سرولیم میور نے اِس آیت کے مضمون پر ایک نہایت ناپاک اعتراض کیا ہے اور ریورنڈ وہیری نے حسب عادت اس کی تصدیق کی ہے وہ اعتراض یہ

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے حضرت عمرو بن تغلبؓ کی تعریف اور حضرت عمرو بن تغلبؓ کی خوشی

(923) حضرت عمرو بن تغلبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال یا کوئی چیز لائی گئی۔ آپؐ نے وہ بانٹ دی۔ آپؐ نے بعض آدمیوں کو دیا اور بعض کو نہ دیا۔ پھر آپؐ کو یہ خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو آپؐ نے چھوڑ دیا تھا وہ کچھ ناراض ہیں۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس کی تعریف کی۔ پھر فرمایا: اما بعد۔ اللہ کی قسم! مَیں ایک شخص کو دیتا ہوں (اور ایک شخص کو چھوڑ دیتا ہوں) اور حالانکہ جسے چھوڑتا ہوں وہ مجھ کو زیادہ پیارا ہوتا ہے بہ نسبت اُس کے جسے میں دیتا ہوں۔ لیکن مَیں بعض لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں بے چینی اور بے صبری دیکھتا ہوں اور بعض لوگوں کو اُس سیر چشمی اور بھلائی کے حوالہ کردیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں پیدا کی ہوتی ہے۔ انہی لوگوں میں عمرو بن تغلبؓ بھی ہیں (یہ کہتے تھے) بخدا! مَیں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کے مقابل میں مجھے سرخ اونٹ ملتے۔

(صحیح بخاری، جلد دوم، کتاب الجمعۃ، مطبوعہ 2006 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 نومبر 2020ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

اختتامی خطاب سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے 2009

اختتامی خطاب سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 2010

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

ذکر خیر واعلانات | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرُّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

عبد اللہ آتھم کو نشان دکھانے کا عظیم الشان چیلنج
نہ دکھا سکنے کی صورت میں کل جائیداد آتھم کو دے دینے کا وعدہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ چیلنج بھی آپؑ کی کتاب "حجۃ الاسلام" روحانی خزائن جلد 6 سے ہے۔ ہم نے گزشتہ شمارہ میں ذکر کیا تھا کہ مباحثہ امرتسر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادری عبد اللہ آتھم کے مابین بمقام امرتسر 22 مئی 1893 تا 5 جون 1893 ہوا جو بعد میں جنگ مقدس کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوا۔ مناظرہ کرانے والے ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک تھے۔ انہوں نے مسیحیوں کی طرف سے پادری ڈپٹی عبد اللہ آتھم کو مناظر مقرر کیا۔ اس مناظرہ کے اسباب اور پس منظر کا مختصر تذکرہ ہم نے گزشتہ شمارہ میں کیا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شروع سے اس بات پر زور دیا کہ صرف مباحثہ کر لینا کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتا اس طرح کے مباحثے پہلے بھی بہت ہوتے رہے ہیں۔ ایسے مباحثوں میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مغلوب اپنے آپ کو مغلوب تسلیم کر لے بلکہ فریق مغلوب بھی اپنے آپ کو غالب ہی کہتا ہے اور جس طرح بھی ہو غالب ہی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ اس مقابلے کے ساتھ ایک ایسا مقابلہ بھی ہو جس سے دُنیا کو کھلے کھلے طور پر نظر آ جائے اور ایک عام اَن پڑھ انسان بھی آسانی سے فیصلہ کر سکے کہ کون غالب ہوا اور کون مغلوب۔ کس کیساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہے اور کس کیساتھ اُس کی تائید و نصرت نہیں ہے۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق اگر یہ پیشگوئی کر دی جائے کہ وہ ایک سال کے اندر راہی ملک عدم ہو جائے گا یا یہ کہ کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو جائے گا ایسی بیماری جو اس کی زندگی کو عذاب بنادے تو جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی تو ہر ایک کو یہ نشان کھلے طور پر نظر آ جائیگا اور مغالطہ کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔ چنانچہ آپؑ نے ایسے ہی رُوحانی مقابلہ کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا :

"مناسب ہے کہ چھ دن کے بعد یعنی جب فریقین اپنے اپنے چھ دن پورے کر لیں تو ان میں مباہلہ بھی ہو اور وہ صرف اسقدر کافی ہے کہ فریقین اپنے مذہب کی تائید کیلئے خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان چاہیں اور ان نشانوں کے ظہور کیلئے ایک سال کی میعاد قائم ہو پھر جس فریق کی تائید میں کوئی آسمانی نشان ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہو جسکا مقابلہ فریق مخالف سے نہ ہو سکے تو لازم ہوگا کہ فریق مغلوب اس فریق کا مذہب اختیار کر لے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے آسمانی نشان کیساتھ غالب کیا ہے...... یہ ایسی صورت ہے کہ اس سے حق اور باطل میں بکلّی فرق ہو جائیگا کیونکہ جب ایک خارق نشان کے مقابل پر ایک فریق بالمقابل نشان دکھلانے سے بکلّی عاجز رہا تو فریق نشان دکھلانے والے کا غالب ہونا بکلّی کھل جائیگا اور تمام بحثیں ختم ہو جائیں گی اور حق ظاہر ہو جائیگا"۔ (حجۃ الاسلام، ر خ جلد 6 صفحہ 48)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر دو فریق کی طرف سے کوئی فرد اپنے مذہب کی سچائی کی نشانی اپنی ذات میں پیش کرے۔ جو پیش کر سکے گا لازماً اُس کا ہی مذہب سچا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا :

"یہ تو ظاہر ہے کہ فریقین کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کو اپنا اپنا مذہب بہت سے نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ملا ہے اور یہ بھی فریقین کو اقرار ہے کہ زندہ مذہب وہی ہو سکتا ہے کہ جن دلائل پر اس کی صحت کی بنیاد ہے وہ دلائل بطور قصہ کے نہ ہوں بلکہ دلائل ہی کے رنگ میں اب بھی موجود اور نمایاں ہوں...... پس جبکہ یہ بات ہے تو یہ نہایت آسان مناظرہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اہل اسلام کا کوئی فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو کامل مسلمان ہونے کے لئے قرآن کریم میں موجود ہیں، اپنے نفس کو ثابت کرے اور اگر نہ کر سکے تو دروغ گو ہے نہ مسلمان۔ اور ایسا ہی عیسائی صاحبوں میں سے ایک فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو انجیل شریف میں موجود ہیں اپنے نفس کو ثابت کر کے دکھلائے اور اگر وہ ثابت نہ کر سکے تو وہ دروغ گو ہے نہ عیسائی۔ جس حالت میں دونوں فریق کا یہ دعویٰ ہے کہ جس نُور کو ان کے انبیاء لائے تھے وہ نُور فقط لازمی نہیں تھا بلکہ متعدی تھا تو پھر جس مذہب میں یہ نُور متعدی ثابت ہوگا اُسی کی نسبت عقل تجویز کرے گی کہ یہی مذہب زندہ اور سچا ہے"۔ (ایضاً صفحہ 61، 62)

کسی مذہب کی سچائی کی اصل دلیل یہ ہے کہ خدا اس کی تائید میں بولے اور اس کا سچا ہونا اپنی تائید و نصرت سے دکھلادے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

"چاہئے کہ یہ بحث صرف زمین تک محدود نہ رہے بلکہ آسمان بھی اس کے ساتھ شامل ہو اور مقابلہ صرف اس بات میں ہو کہ روحانی زندگی اور آسمانی قبولیت اور روشن ضمیری کس مذہب میں ہے اور میں اور میرا مقابل اپنی اپنی کتاب کی تاثیریں اپنے اپنے نفس میں ثابت کریں۔ ہاں اگر یہ چاہیں کہ معقولی طور پر بھی ان دونوں عقیدوں کا (یعنی حضرت مسیح خدا تھے یا اور رسولوں کی طرح فقط ایک رسول۔ ناقل) بعد اس کے تصفیہ ہو جائے تو یہ بھی بہتر ہے مگر اس سے پہلے روحانی اور آسمانی آزمائش ضرور چاہیے"۔ (ایضاً صفحہ 66)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پندرہ اصحاب پر مشتمل ایک وفد امرتسر مارٹن کلارک کے پاس بھیجا تھا تا مباحثہ کی شرائط اور دیگر امور طے ہو جائیں۔ جب شرائط طے ہو گئیں تو مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ مجھے اطلاع بخشیں کہ آپ ان شرائط کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

"میں ان تمام شرائط کو منظور کرتا ہوں جن پر آپ کے اور میرے دوستوں کے دستخط ہو چکے ہیں لیکن سب سے پہلے یہ بات تصفیہ پا جانی چاہئے کہ اس مباحثہ اور مقابلہ سے علت غائی کیا ہے کیا یہ انہیں معمولی مباحثات کی طرح ایک مباحثہ ہوگا جو سالہا سال سے درازی سے عیسائیوں اور مسلمانوں میں پنجاب اور ہندوستان میں ہو رہے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمان تو اپنے خیال میں یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے عیسائیوں کو ہر ایک بات میں شکست دی ہے اور عیسائی اپنے گھر میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ مسلمان لاجواب ہو گئے ہیں اگر اسی قدر ہے تو یہ بالکل بے فائدہ اور تحصیل حاصل ہے...... اس لئے ضرور ہو کہ اب طرز بحث بدل لی جائے سو میری دانست میں اس سے انسب طریق اور کوئی نہیں کہ ایک روحانی مقابلہ مباہلہ کے طور پر کیا جائے اور وہ یہ کہ اوّل سے اسی طرح ہر چھ دن تک مباحثہ ہو جس مباحثہ کو میرے دوست قبول کر چکے ہیں اور پھر ساتویں دن مباہلہ۔ اور فریقین مباہلہ میں یہ دعا کریں مثلاً فریق عیسائی یہ کہے کہ وہ عیسیٰ مسیح ناصری جس پر میں ایمان لاتا ہوں وہی خدا ہے اور قرآن انسان کا افترا ہے خدا تعالیٰ کی کتاب نہیں اور اگر میں اس بات میں سچا نہیں تو میرے پر ایک سال کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل ہو جس سے میری رسوائی ظاہر ہو جائے اور ایسا ہی یہ عاجز دعا کریگا کہ اے کامل اور بزرگ خدا میں جانتا ہوں کہ در حقیقت عیسیٰ مسیح ناصری تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے خدا ہرگز نہیں اور قرآن کریم تیری پاک کتاب اور محمد مصطفی ﷺ تیرا پیارا اور برگزیدہ رسول ہے اور اگر میں اس بات میں سچا نہیں تو میرے پر ایک سال کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل کر جس سے میری رسوائی ظاہر ہو جائے اور اے خدا میری رسوائی کیلئے یہ بات کافی ہوگی کہ ایک برس کے اندر تیری طرف سے میری تائید میں کوئی ایسا نشان ظاہر نہ ہو جس کے مقابلہ سے تمام مخالف عاجز رہیں"۔ (ایضاً صفحہ 69)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بار بار رُوحانی مقابلہ پر زور دیا اور اس طرف اصرار کے ساتھ بلایا تو اس سے پادری عبد اللہ آتھم گھبرا گئے اور انہوں نے پہلے ہی اپنی شکست تسلیم کر لی۔ انہوں نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ایک چٹھی روانہ کی اور اس میں لکھا کہ نہ ہمیں معجزہ کی کچھ ضرورت ہے اور نہ ہمارے اندر معجزہ دکھانے کی طاقت ہے۔ نیز لکھا کہ "اگر جناب کسی معجزہ کے دکھلانے پر آمادہ ہیں تو ہم اسکے دیکھنے سے آنکھیں بند نہ کرینگے اور جس قدر اصلاح اپنی غلطی کی آپ کے معجزہ سے کر سکتے ہیں اسکو اپنا فرض عین سمجھیں گے"۔

اس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"بیشک یہ آپ کا مقولہ انصاف پر مبنی ہے اور کسی کے منہ سے یہ کامل طور پر نکل نہیں سکتا جب تک اُسکو انصاف کا خیال نہ ہو لیکن اس جگہ یہ آپ کا فقرہ کہ جس قدر اصلاح اپنی غلطی کی ہم آپ کے معجزہ سے کر سکتے ہیں اس کو اپنا فرض عین سمجھیں گے تشریح طلب ہے۔ یہ عاجز تو محض اس غرض کیلئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ دُنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کیلئے دروازہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے وبس۔ اب کیا آپ اس بات پر طیار اور مستعد ہیں کہ نشان دیکھنے کے بعد اس مذہب کو قبول کر لینگے؟...... پس اگر آپ مستعد ہیں تو چند سطریں تین اخباروں یعنی نور افشاں اور منشور محمدی اور کسی آریہ کے اخبار میں چھپوا دیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اس مباحثہ کے بعد جسکی تاریخ 22 مئی 1893 قرار پائی ہے، مرزا غلام احمد کی خدا تعالیٰ مدد کرے اور کوئی ایسا نشان اسکی تائید میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماوے کہ جو اُس نے قبل از وقت بتلا دیا ہو اور جیسا کہ اس نے بتلایا ہو وہ پورا بھی ہو جاوے تو ہم اس نشان کے دیکھنے کے بعد بلا توقف مسلمان ہو جائینگے...... اور اگر ہم نشان دیکھنے کے بعد دین اسلام اختیار نہ کریں اور نہ اسکے مقابل پر اسی برس کے اندر اسی کی مانند کوئی خارق عادت نشان دکھلا سکیں تو عہد شکنی کے تاوان میں نصف جائداد اپنی امداد اسلام کیلئے اسکے حوالہ کرینگے اور اگر ہم دوسری شق پر بھی عمل نہ کریں اور عہد کو توڑ دیں اور اس عہد شکنی کے بعد کوئی قہری نشان ہماری نسبت مرزا غلام احمد شائع کرنا چاہے تو ہماری طرف سے مجاز ہوگا کہ عام طور پر اخباروں کے ذریعہ سے یا اپنے رسائل مطبوعہ میں اسکو شائع کرے فقط۔ یہ تحریر آپ کی طرف سے بقید نام و مذہب و ولدیت و سکونت ہو اور فریقین کے پچاس پچاس معزز اور معتبر گواہوں کی شہادت اُس پر ثبت ہو تب تین اخباروں میں اس کو آپ شائع کرا دیں۔ جبکہ آپ کا منشاء اظہار حق ہے اور یہ معیار آپ کے اور ہمارے مذہب کے موافق ہے تو اب برائے خدا اس کے قبول کرنے میں توقف نہ کریں اب بہرحال وہ وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ سچّے مذہب کے انوار اور برکات ظاہر کرے اور دُنیا کو ایک ہی مذہب پر کر دیوے سو اگر آپ دل کو قوی کر کے سب سے پہلے اس راہ میں قدم ماریں اور پھر اپنے عہد کو بھی صدق اور جوانمردی کے ساتھ پورا کریں تو خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق ٹھہریں گے اور آپکی راستبازی کا یہ ہمیشہ کے لئے ایک نشان رہے گا۔

اور اگر آپ یہ فرماویں کہ ہم تو یہ سب باتیں کر گزریں گے اور کسی نشان کے دیکھنے کے بعد اسلام قبول کر لیں گے یا دوسری شرائط متذکرہ بالا بجالائیں گے اور یہ عہد پہلے ہی سے تین اخباروں میں چھپوا بھی دیں گے لیکن اگر تم ہی جھوٹے نکلے اور کوئی نشان دکھلا نہ سکے تو تمہیں کیا سزا ہوگی تو **میں اس کے جواب میں حسب منشاء توریت سزائے موت اپنے لئے قبول کرتا ہوں اور اگر یہ خلاف قانون ہو تو کل جائداد اپنی آپ کو دوں گا۔** جس طرح چاہیں پہلے مجھ سے تسلّی کر لیں"۔ (ایضاً صفحہ 52 تا 54)

غلطی کی اصلاح بھی اللہ کے فضل سے ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ۔ یعنی تُو جسکو پسند کرے ہدایت نہیں دے سکتا لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانیوالوں کو خوب جانتا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیش کردہ ایک اور انعامی چیلنج ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرینگے۔ (منصور احمد مسرور) ......☆......

خطبہ جمعہ

ہم نے یہی کوشش کرنی ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے تلے لائیں، یہی تحریکِ جدید کا بھی مقصد ہے

اس سال جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کو تحریک جدید کے مالی نظام میں 14.5 ملین یعنی ایک کروڑ چون لاکھ پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی
یہ وصولی گذشتہ سال کے مقابلے میں آٹھ لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری توجہ حاصل کرنے کیلئے، میری رضا حاصل کرنے کیلئے خالص ہو کر میری رضا کے حصول کیلئے جب خرچ کرو گے تو پھر میرا وعدہ ہے کہ میں تمہارے خوف بھی دور کروں گا، تمہارے غم بھی دور کروں گا، تمہارے لیے سکونِ قلب کا سامان کروں گا، تمہیں تسلی دوں گا، تمہیں اپنی گود میں لے لوں گا

قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں بشرطیکہ ان قربانیوں کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو

تحریکِ جدید کے چھیاسیویں سال کے کامیاب اور بابرکت اختتام اور ستاسیویں سال کے آغاز کا اعلان

اس سال تحریک جدید کے تحت مالی قربانی کرنے والے پہلے دس ممالک میں
جرمنی، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، پھر مشرقِ وسطیٰ کا ایک ملک، بھارت، آسٹریلیا، انڈونیشیا، گھانا اور پھر مشرقِ وسطیٰ کا ایک اَور ملک شامل ہیں

دنیا بھر میں بسنے والے، مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے احمدی مرد و زن اور بچوں
نیز نومبائعین کی بے مثال قربانیوں اور ان کے نتیجے میں ہونے والے الٰہی افضال کا تذکرہ

موجودہ حالات میں عالَمِ اسلام اور مسلمانوں کیلئے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6 نومبر 2020ء بمطابق 6 نبوت 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔
اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:275)

وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کیلئے ان کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو متعدد جگہ مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس آیت میں بھی ہم نے دیکھا مومنوں کی اس خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں رات دن خرچ کرتے رہتے ہیں اور یہ خرچ ان کا چھپ کر بھی ہوتا ہے اور دکھا کر بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دونوں طریق قبولیت کا درجہ پاتے ہیں یعنی مخفی خرچ بھی اور ظاہر خرچ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا کہ ان مومنوں کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ (البقرۃ:273) یعنی اللہ کی رضا کے حصول کیلئے وہ خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کے حصول کے علاوہ کبھی خرچ ہی نہیں کرتے یعنی ان کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کی یہی نشانی ہے کہ وہ نیکیاں بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے پاکیزہ مال سے خرچ کرے۔ دن اور رات نیکیاں بجا لانے کی فکر ہو۔ کبھی ظاہر کر کے نیکی کرے، کبھی چھپ کر نیکی کرے۔ کبھی ظاہر طور پر مالی قربانی کرے، کبھی چھپ کر مالی قربانی کرے۔ یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں بشرطیکہ ان قربانیوں کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔ اگر صرف دکھاوے کی قربانیاں ہیں تو پھر ایسی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں۔ یہ قربانیاں ان دکھاوے کی قربانیاں کرنے والوں کے منہ پر ماری جاتی ہیں۔ پس یہ ہے وہ روح جس کو سامنے رکھ کر ایک مومن کو قربانی کرنی چاہیے اور یہ ہے وہ روح جس کو سامنے رکھتے ہوئے افرادِ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیاں کرتے ہیں۔ اگر یہ روح نہیں تو ہماری قربانیاں بے فائدہ ہیں اور رائیگاں جانے والی ہیں اگر یہ قربانیاں اس غرض کیلئے ہو رہی ہیں کہ فلاں شخص نے اتنی قربانی کی ہے اور مَیں نے اس سے زیادہ قربانی کرنی ہے تو بے فائدہ ہے یا فلاں جماعت یا حلقہ کہیں قربانی میں ہم سے زیادہ بڑھ نہ جائے اور پھر لوگ ہمیں کیا کہیں گے۔ مسابقت کی روح بے شک اچھی چیز ہے لیکن یہ فکر کہ لوگ ہمیں کیا کہیں گے یہ نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہم ان سے زیادہ قربانی کرنے والے ٹھہریں پھر تو یہ مسابقت کی روح ہے۔ یا اس لیے چندہ دے رہے ہیں کہ لوگوں کو فخر سے بتائیں کہ مَیں نے اتنا چندہ دیا ہے یا کبھی کسی اختلاف پر انتظامیہ کو جتلا ہی دیا کہ مَیں اتنی مالی قربانی کرنے والا ہوں میرا حق بنتا ہے کہ میری فلاں بات مانی جائے یا فلاں سہولت مجھے مہیا کی جائے یا کسی کو یہ خیال آ جائے کہ مَیں اتنی مالی قربانی کر کے خلیفہ وقت یا عہدیداروں کی نظر میں آ جاؤں گا اور میری تعریف ہو گی تو یہ سب باتیں غلط ہیں، بے فائدہ ہیں، فضول ہیں اور قربانی کی روح کے خلاف ہیں بلکہ الٹا نقصان کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب باتیں غلط ہیں، میرے راستے میں خرچ کرنا ہے تو پھر صرف اور صرف ایک مقصد ہونا چاہیے کہ میری رضا حاصل کرنی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ عزت بھی دیتا ہے لیکن عزت اسے عاجزی اور انکساری میں اَور بڑھانے والی ہونی چاہیے بلکہ اس بات پر اسے شرمندگی ہوتی ہے کہ لوگ میری تعریف کریں۔ خلیفہ وقت کی نظر میں آنے کی اگر خواہش ہوتی ہے تو صرف اس لیے کہ میرے لیے وہ دعا کریں اور ایک پختہ تعلق پیدا ہو۔ جس شخص کی بیعت کی ہو قدرتی بات ہے انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی دعاؤں سے بھی حصہ لے۔ اگر خلافت حقہ پر یقین ہے تو ایسی خواہش میں کوئی حرج بھی نہیں ہے لیکن نیت دکھاوا نہ ہو بلکہ نیت یہی ہو کہ میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کروں اور اس قربانی کی وجہ سے خلیفۂ وقت میرے لیے دعا کریں کہ میں خدا تعالیٰ کے اَور قریب ہو جاؤں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنوں اور مومنوں کی ایک دوسرے کیلئے دعائیں ہی ہیں جو ایک دوسرے کی روحانی ترقی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ پس یہ سوچ بھی اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری توجہ حاصل کرنے کیلئے، میری رضا حاصل کرنے کیلئے، میری رضا کے حصول کیلئے جب خالص ہو کر خرچ کرو گے تو پھر میرا وعدہ ہے کہ میں تمہارے خوف بھی دور کروں گا، تمہارے غم بھی دور کروں گا، تمہارے لیے سکونِ قلب کا سامان کروں گا، تمہیں تسلی دوں گا، تمہیں اپنی گود میں لے لوں گا۔ یہ سوچ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گروہ کی ہے جس نے اس زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو مانا ہے کہ خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر مالی قربانی کرنی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پھر اس مالی قربانی کو بغیر پھل لگائے نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ تو اس لیے کیا کہ اس کی رضا حاصل ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے بسا اوقات ساتھ کے ساتھ ہی نواز دیا کبھی مال کی شکل میں کبھی کسی اَور انعام کی شکل میں اور اس کی مثالیں آئے دن ہم جماعت میں دیکھتے

ہیں۔ دس بیس یا سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں یہ مثالیں ہیں بلکہ میں کہوں گا لاکھوں میں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے گزرتے ہیں اور اپنے اوپر لاگو ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ پھر ان کے ایمان مضبوط ترقی کرتے ہیں۔ یقیناً ان مالی قربانی کرنے والوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے بیوی بچوں کے بھی ان پر حقوق ہیں اور یہ حقوق ادا کرنا بھی ایک مومن کا فرض ہے۔ اپنے بیوی بچوں کو حق سے محروم رکھنا، ان کی ضروریات کو پورا نہ کرنا بھی گناہ ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قناعت پیدا کرتے ہوئے اور اپنے گھر والوں کو قناعت کی اہمیت بتاتے ہوئے اور احساس دلاتے ہوئے مالی قربانی کی طرف توجہ بھی کرنی چاہیے اور کروانی چاہیے اور پھر ایسے لوگوں کی اولادیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ ایسے ایسے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بنتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اس وقت مَیں بعض قربانی کرنے والوں پر قربانیوں کی وجہ سے جو فضل ہوئے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مال خرچ کرنے کی طرف تحریک ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کس طرح نوازا اس کے چند واقعات پیش کروں گا۔ اور یہ واقعات اس لیے بھی بعض دفعہ پیش کرنے فائدہ مند ہوتے ہیں کہ اس سے دوسروں کو بھی تحریک پیدا ہوتی ہے اور بعض لوگ لکھتے بھی ہیں کہ ان واقعات نے ہم پر اثر کیا اور ہمیں بھی مالی قربانی کی تحریک پیدا ہوئی اور پھر ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے مشاہدہ کیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسبِ مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجا لاؤ جب کہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کیلئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جب کہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمہیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ ...... تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کر لیں۔“ فرمایا کہ ”...... نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونے کا بہت اثر ہوتا ہے۔“
(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 31-32)

پس یہ واقعات جو میں بیان کرتا ہوں یا آج کروں گا ان کے بارے میں لوگ تو نہیں لکھتے کہ بیان کریں بلکہ خود بیان کرتا ہوں تا کہ اس نمونے کا نیک اثر لوگوں پر ہو بلکہ بعض تو لکھ دیتے ہیں کہ اگر بتانا بھی ہے تو ہمارا نام نہ لیں۔ بہرحال اب میں کچھ واقعات پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ واقعات ان لوگوں کیلئے بھی دوہرے ثواب کا باعث بنیں جن کے ساتھ یہ واقعات گزرے۔ ایک ثواب تو یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی اور ایک یہ کہ ان کے نمونوں اور واقعات کی وجہ سے دوسروں کو بھی مالی قربانیاں کرنے کی تحریک پیدا ہوئی یا ہوگی اور مالی قربانی کا ادراک پیدا ہوا یا ہوگا۔

بیعت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کس طرح مال کو خرچ کرنے کی تڑپ ہوتی ہے۔ جلسہ سالانہ 2020ء کا جو اختتامی خطاب تھا، جلسے کی جو تقریر میں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اوپر کی تھی اس بارے میں مبلغ البانیا صمد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک البانین دوست جعفر کوچی صاحب یہ خطاب سن رہے تھے اور میں نے اس میں ان کی قبولِ احمدیت کا ذکر بھی بیان کیا تھا۔ مبلغ سلسلہ یہ لکھتے ہیں کہ اگست تک ان کی کوئی آمدنی نہیں تھی۔ ایک روز نماز جمعہ کے بعد پوچھنے لگے کہ دوسرے احمدی لڑکے جو چندے دیتے ہیں مجھے بھی ان کی تفصیل بتائیں۔ چنانچہ انہیں دوبارہ سے چندہ جات کا تعارف کروایا گیا، پہلے بھی کروایا تھا۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ اسی ماہ ان کا فلیٹ کرائے پر لگا ہے اور انہیں کرایہ وصول ہوا ہے۔ اس پہلی آمد میں سے شرح سے کافی زیادہ چندہ لے کر آئے۔ چنانچہ موصوف نے کہا کہ جو شرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے اس کی ادائیگی کے بعد باقی جو رقم بچتی ہے وہ تحریک جدید اور وقف جدید میں ڈال دیں۔ کہتے ہیں میں نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں وعدہ ہے کہ وہ مالی قربانی کرنے والوں کو بڑھا کر دیتا ہے تو موصوف کہنے لگے کہ میں نے اس نیت سے چندہ نہیں دیا۔ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے چندہ دیا ہے۔ اس نیت سے دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ دین کی خاطر مالی قربانیاں بھی کرو اور اسلام کا یہ حکم ہے کہ دین کی خاطر مالی قربانی کرنی چاہیے اور اب یہ باقاعدہ ہر ماہ چندہ بھی ادا کرتے ہیں۔ تو ان دنیاداروں کی یہ سوچ بھی ایک دم میں بدل جاتی ہے۔

سرور صاحب ارجنٹائن کے مبلغ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ ارجنٹائن میں کورونا وائرس اور عمومی انفلیشن (Inflation) کی وجہ سے عوام کو سخت معاشی مشکلات کا سامنا ہے لیکن اس کے باوجود نومبائعین کو بتایا گیا کہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے اور جماعت احمدیہ میں اس الٰہی حکم پر عمل پیرا ہونے کیلئے ایک شاخ تحریک جدید کی سکیم بھی ہے تو اس پر لوکل نومبائعین نے بڑھ چڑھ کر اپنی حیثیت کے مطابق قربانیاں پیش کیں۔ اس میں ایک فاطمہ ویرونیکا (Fatima Veronica) صاحبہ ہیں ان کو غیر معمولی قربانی کی توفیق ملی۔ موصوفہ بیوہ ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے ان کی معمولی سی تنخواہ ہے۔ جب سب نومبائعین کو اجتماعی طور پر تحریک کی گئی کہ سال ختم ہونے میں تھوڑے دن رہ گئے ہیں تو موصوفہ نے مبلغ کو، کہتے ہیں مجھے پیغام بھیجا کہ ابھی ان کو استطاعت نہیں ہے لیکن یہ اگلے کچھ دنوں میں کوشش کریں گی کہ کچھ رقم جمع کروا دیں۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد ہی موصوفہ نے پانچ ہزار ارجنٹین پیسوز جمع کروا دیے۔ مبلغ لکھتے ہیں، ان کی حیثیت کے مطابق بلکہ ارجنٹائن کے عمومی معاشی حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہ غیر معمولی رقم تھی۔ کہتے ہیں ان کا یہ جذبہ دیکھ کر مَیں نے ان کو کہا کہ مَیں آپ کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں۔ اس پر کہنے لگیں کہ اس میں شکریہ کی کیا بات ہے۔ کہتی ہیں مَیں نے اسلام دلی خوشی سے قبول کیا ہے۔ اس کو سمجھ کے قبول کیا ہے اور اس کے احکامات میں سے ایک یہ حکم ہے کہ دین کی خاطر قربانیاں کی جائیں۔ میں تو بلکہ شرمندہ ہوں کہ اپنے کام کی مصروفیت کی وجہ سے دین کی خاطر وقت کی قربانی اس طرح پیش نہیں کر سکتی جیسا کہ ایک احمدی مسلمان کی ذمہ داری ہونی چاہیے۔ یہ انقلاب ہے جو مسیح موعود کی جماعت میں کامل وفا کے ساتھ شامل ہونے والوں میں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کس طرح حاصل کرنی چاہیے۔ اس کیلئے کیا کوشش کرنی چاہیے اور کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔

انڈونیشیا، دنیا کا ایک اور دوسرا سِرا، وہاں جزائر ہیں۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ٹنگرینگ (Tangerang) شہر کی ایک خاتون مَرُ سِیلاً ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کورونا کی وجہ سے ان کے شوہر کی نوکری چلی گئی۔ انہوں نے کاروبار شروع کیا مگر منافع نہیں ہوا۔ پھر آن لائن موٹر سائیکل ٹیکسی میں کام شروع کیا۔ اس میں بھی وہی مشکلات پیش آتی رہیں یہاں تک کہ حالت یہ ہوگئی کہ سوچتے تھے کہ اگلے دن کیلئے کھانے کو کچھ ملے گا بھی کہ نہیں۔ کہتی ہیں ہماری خواہش تھی کہ رمضان میں ہم تحریک جدید کے وعدے کو پورا کر دیں اور میرے شوہر، کہتی ہیں، مجھے صرف دعا کیلئے کہتے تھے دعا کرو کہ وعدہ پورا ہو جائے۔ کہتی ہیں رمضان میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہہ رہا ہے کہ کیا تم نے کوئی وعدہ کیا ہوا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا کہ اس وعدے کو پورا کرو۔ جب آنکھ کھلی تو تہجد کا وقت تھا۔ تہجد کے بعد سحری کے وقت مَیں نے یہ خواب اپنے میاں کو بتایا۔ چند دن بعد میرے میاں جب گھر آئے تو بڑی خوشی سے کثیر رقم دے کر کہا کہ جلد سے جلد تحریک جدید کا وعدہ پورا کرو۔ جب میرے میاں آن لائن موٹر سائیکل ٹیکسی کے کام کا منافع جو پچاس ہزار انڈونیشین روپے تھا، لینے کیلئے بینک میں گئے تو دیکھا کہ ان کے اکاؤنٹ میں اس سے بیس گنا زیادہ رقم موجود ہے۔ کہتی ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ یہ پیسے کہاں سے آئے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ محض خدا تعالیٰ کی تائید تھی جو اس نے ہماری نیت دیکھتے ہوئے ہم پر انعام کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ فکروں اور غموں سے نکالتا ہے۔

امیر صاحب انڈونیشیا ہی بیان کرتے ہیں لامپونگ (Lampong) کے ایک گاؤں کی احمدی خاتون نور صاحبہ ہیں۔ وہ روزانہ اپنے خاوند کے ساتھ کسی ایلیمنٹری سکول کی دکان میں چیزیں بیچتی ہیں۔ کہتی ہیں اس میں زیادہ منافع تو نہیں ہے لیکن روزمرہ ضروریات اور چندہ ادا کرنے کیلئے کافی ہے۔ یہ ہر ماہ بڑے شوق سے چندہ ادا کرتی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کورونا وائرس کی وجہ سے دو مہینے کیلئے اسکول بند ہو گئے اور آمدنی ختم ہوگئی۔ بہت پریشانی ہوئی کہ چندہ کیسے ادا کریں گے۔ ان کو خیال آیا کہ ان کے اور ان کے بیٹے کے پاس ایک منی باکس (money box) ہے، بُوگی ہے جس میں انہوں نے پیسے جمع کر رکھے ہیں۔ اس میں جمع کرتے رہتے تھے، ڈالتے رہتے تھے۔ اس کو توڑ کر تحریک جدید اور وقف جدید کیلئے دے دیتے ہیں۔ انہوں نے بچوں کو مالی قربانی کی اہمیت کے بارے میں سمجھایا اور بچوں کی یہ رقم چندے میں ادا کر دی۔ وہ کہتی ہیں کہ رمضان سے پہلے گھر میں صرف ایک پیالہ چاول باقی تھے جو دو بچوں کیلئے بھی کافی نہیں تھا۔ کہتی ہیں میں نے بچوں کیلئے ناشتہ بنایا۔ بچوں نے چاول اور پانی سے ناشتہ کیا۔ بچے پوچھتے تھے کہ آپ کیوں ہمارے ساتھ چاول نہیں کھاتے؟ تھوڑے تھے۔ ماں باپ نے قربانی کی تو مسکرانے کے علاوہ ہمارا کوئی جواب نہیں تھا۔ دوپہر کا وقت آ گیا۔ پھر بچوں کو بھوک لگی۔ تھوڑے سے چاول بچے تھے۔ ایک بچہ ہی کھا سکتا تھا دوسرے کو بھوک لگی وہ رونے لگا۔ کہتی ہیں ہم اس وقت دعا کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ نماز پڑھی اور بہت دعائیں کیں۔ کچھ ہی دیر بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آئی اور کوئی شخص آیا جسے اپنے مکئی کے کھیت میں کام کروانے کیلئے مزدور کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میرے خاوند کو کام مل گیا اور ہماری ضرورت پوری ہوگئی۔

حافظ عطاء الحلیم صاحب مربی سلسلہ مالی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ ایک ستّر سالہ معمر احمدی یا تارا ترا اوڑے صاحب ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے ہیں اور نظامِ وصیت میں بھی شامل ہیں۔ یہ چندہ ادا کرنے کیلئے سات کلومیٹر کچا رستہ سائیکل پر طے کر کے آتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ان کی زمین پر ساتھ والے گاؤں کے چیف نے قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھے۔ انہوں نے مجھے بھی یہاں دعا کیلئے خط لکھا اور باقاعدگی کے ساتھ کچھ زائد رقم بھی چندے میں ادا کرنا شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اسی جج نے جو پہلے ان کے خلاف فیصلہ دے چکا تھا اس نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ان کی زمین ان کو واپس مل گئی جس کی کوئی امید نہیں تھی کیونکہ گاؤں کا چیف بڑا آدمی تھا اور اثر ورسوخ والا تھا اور کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ جج چیف کے خلاف فیصلہ دے دے گا۔ انہوں نے نہ صرف اپنے گاؤں میں بلکہ ریجن میں آ کر مسجد میں جمعے کی نماز کے بعد تمام لوگوں کے سامنے اس نصرتِ الٰہی کا واقعہ بیان کیا اور جس سے دوسرے لوگ بھی بڑے متاثر ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ خوف کو بھی امن میں بدلتا ہے۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ ایک دوست نے بتایا کہ مَیں نے اس سال اپنا تحریک جدید کا وعدہ گذشتہ سال کی نسبت دوگنا کر کے ایک ہزار یورو کا لکھوایا تھا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے آمدنی بالکل کم ہوگئی اور بظاہر ممکن نہیں لگ رہا تھا کہ وعدہ پورا ہوگا۔ میں نے کچھ قرض بھی لیا ہوا تھا اور اس کی بھی ادائیگی کرنی تھی اور ہزار یورو کا وعدہ پورا کرنا تھا جو بڑا مشکل لگ رہا تھا۔ دعا کے علاوہ کوئی رستہ نہیں تھا۔ دل میں یہی تھا کہ جو بھی تنخواہ ہوگی چاہے

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (النساء:58)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان کو ہم ضرور ایسی جنّات میں داخل کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

کھاؤں یا نہ کھاؤں کچھ بھی ہو جائے لیکن میں نے اپنا وعدہ ضرور پورا کرنا ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور احسان کے ساتھ اسی ہفتے مجھے میرے مالک کی طرف سے لاک ڈاؤن کے دوران کام کرنے کی وجہ سے بعینہٖ میرے وعدے کے مطابق ایک ہزار یورو بونس کے طور پر مل گئے۔ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ کے حضور جو مَیں نے وعدہ کیا تھا تو یہ فقط اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ملا ہے ورنہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میرا مالک مجھے اس مشکل وقت میں اتنا زیادہ بونس دے دے گا۔

لاک ڈاؤن کا ذکر آیا تو بتا دوں کہ آج سے پھر یہاں چار ہفتے کیلئے لاک ڈاؤن شروع ہوا ہے۔ اس لیے آج مسجد میں بھی کوئی نمازی خطبے میں اس وقت میرے سامنے نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہی کہا ہے کہ خطبہ تو آپ دے سکتے ہیں لیکن سوائے مؤذن کے اَور کوئی نہ ہو۔

کینیڈا سے ایک سیرین احمدی نے مجھے لکھا اور یہ بھی ساتھ لکھا کہ اگر کہیں بیان کرنا ہی پڑ جائے تو میرا نام نہ ظاہر کریں۔ کہتے ہیں کہ اسلام آباد کے نئے مرکز کے بننے پر مبارکباد دیتے ہوئے میں نے وعدہ کیا تھا کہ تحریک جدید میں مَیں اس خوشی میں پانچ ہزار کینیڈین ڈالر ادا کروں گا۔ انہوں نے گذشتہ سال کا وعدہ کیا تھا۔ کہتے ہیں ان دنوں میری آمد چار ہزار ڈالر ماہانہ تھی اور اچھے حالات تھے۔ چند ماہ بعد ہی میں نے نئی گاڑی خرید لی اور جاب بھی تبدیل کر لی پھر آمد بڑھ گئی لیکن پھر بھی اچھے حالات ہونے کے باوجود اتنی کشائش نہیں تھی کہ بہت کھلی ہو اور میں پانچ ہزار وعدہ پورا کر سکوں کیونکہ میں سیریا اپنے گھر والوں کو بھی کچھ رقم بھیجتا تھا اور روزانہ دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرا چندے کی ادائیگی کا سامان کر دے۔ کہتے ہیں جنوری 2020ء میں ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ ایک ماہ کام نہیں کر سکا۔ ماہوار اخراجات کے لیے پھر قرض بھی لینا پڑ گیا۔ پھر کورونا کی وجہ سے مالی حالات مزید خراب ہو گئے، لاک ڈاؤن ہو گئے حتی کہ فروری مارچ کے مہینوں میں میاں بیوی سستا ترین کھانا خرید کر کھاتے تھے اور اس پر مجبور تھے۔ بڑی کوشش تھی کہ سال ختم ہونے سے قبل یہ وعدہ بھی پورا کر سکیں۔ دعا کرتے تھے کہ کم از کم سال ختم ہونے سے پہلے نہیں بلکہ رمضان میں ہی پوری ادائیگی کر دیں لیکن ہمیں یہ خواب لگ رہا تھا۔ کہتے ہیں پھر میں نے ٹیکسی کا کام چھوڑ کر کھانے کی ڈلیوری کا کام شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات بہتر ہونے لگے پھر ہم نے دوبارہ عزم کیا اور رمضان ختم ہونے سے قبل وعدہ پورا کرنے کا عہد کیا تا کہ خلیفہ وقت سے دعائیں بھی لے سکیں۔ پھر کہتے ہیں اپنے کام کا وقت بڑھا کر روزانہ گیارہ سے بارہ گھنٹے کام کرنے لگا۔ اس کے بعد ایسی ایسی جگہوں سے انکم آنے لگی کہ ہمیں کوئی علم نہیں تھا اور میری ماہوار آمد نو ہزار ڈالر کے قریب ہو گئی۔ کہتے ہیں اس طرح اللہ کے فضل سے ہم نے آغاز رمضان سے دس دن قبل ہی وعدہ ادا کر دیا۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ اگر میرا وعدہ اس سے تین گنا بھی زیادہ ہوتا تو سال ختم ہونے سے پہلے میں وعدہ ضرور پورا کر لیتا۔ یہ اپنے غریب رشتے داروں کی سیریا میں مدد بھی کرتے ہیں۔

سیرالیون کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں فری ٹاؤن کے عثمان صاحب ہیں جو ایک جماعت کے امام ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ویسے تو ہم ہر سال چندہ تحریک جدید ادا کرتے ہیں مگر اس سال خیال آیا کہ جو چندہ ہم ادا کرتے ہیں وہ بہت ہی معمولی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری کوئی ملازمت نہیں ہے۔ صرف ایک چھوٹی سی دکان ہے جو میں اور میری اہلیہ چلاتے ہیں۔ اس سے کوئی خاص آمدنی بھی نہیں ہوتی صرف گھر کا مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔ بار بار تحریک جدید کے چندے کی ادائیگی کا اعلان سنتے رہے۔ کہتے ہیں میری اہلیہ نے کہا کہ ایک کیش بکس بناتے ہیں اور ہر روز کچھ رقم اس میں ڈال دیں گے۔ اکتوبر کے آخر میں جو کچھ اکٹھا ہو گا وہ تحریک جدید میں ادائیگی کر دیں گے۔ گذشتہ سالوں میں ہم نے کبھی بھی بیس ہزار لیون سے زائد ادائیگی نہیں کی تھی لیکن اس سال کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے اس طریقے سے ہم نے دو لاکھ لیون سے زائد ادائیگی کی ہے۔ میرے دوسرے دو بھائیوں نے بھی اس طریقے کو استعمال کیا اور انہوں نے بھی ایک لاکھ تیس ہزار لیون کی ادائیگی کی ہے۔ کہتے ہیں میری اہلیہ خاص طور پر ایسا کرنے سے بہت خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں اچھی مالی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس طرح کرنے سے ہماری قربانی کا معیار بھی بہتر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آمدن میں بھی اضافہ ہوا اور اب اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ سکھایا ہے اس کو ہم جاری رکھیں گے۔

مارشل آئی لینڈز امریکہ سے بھی پرے ایک اَور دور دراز کا علاقہ ہے۔ یہاں کے مبلغ ساجد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ مارشل آئی لینڈز میں ایک ناصر کیوشی راکن (Kioshi Rakin) صاحب ہیں۔ دوران سال جب احباب جماعت سے تحریک جدید کے وعدے لیے جا رہے تھے تو کیوشی (Kioshi) صاحب کہنے لگے کہ میرے پاس تو کوئی نوکری نہیں ہے، رہنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ کھانے پینے کیلئے بھی جماعت کے لنگر پر انحصار ہے۔ اس پر ہم نے ان کو کچھ عرصے کیلئے مسجد میں رہنے کیلئے جگہ دے دی اور ساتھ انہیں کہا کہ خواہ معمولی سی رقم ہی کیوں نہ ہو آپ کچھ نہ کچھ وعدہ لکھوا دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے۔ اس پر انہوں نے دو امریکن ڈالر کا وعدہ لکھوا دیا۔ چند ماہ کے بعد یہ مشن آئے اور پچاس ڈالرز تحریک جدید میں پیش کر دیے۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول فرما لیا ہے۔ مجھے نوکری بھی مل گئی ہے اور رہنے کیلئے اپارٹمنٹ بھی مل گیا ہے۔ اب وہ اپنا کھانے پینے کا انتظام بھی خود کرنے کے قابل ہو گئے ہیں اور ایمان کی تقویت کیلئے دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ایسے طریقے سے مدد فرماتا ہے کہ ہمارے مبلغین بھی بعض دفعہ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔

امیر جماعت گیمبیا لکھتے ہیں کہ بَصّے میں تحریک جدید کے حوالے سے پروگرام کیا گیا۔ وعدہ جات ادا کرنے کے حوالے سے توجہ دلائی گئی۔ اس پروگرام میں موسیٰ صاحب بھی شریک تھے۔ ان کے پاس چندے میں دینے کیلئے کچھ بھی نہیں تھا۔ بہت بے چین ہوئے اور تہجد میں اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کے حضور اس کا فضل مانگتے ہوئے جھکتے کہ وہ اس قابل ہو سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں میں شامل ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دلی خواہش کو قبول فرمایا۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ یہ جس کمپنی کے ساتھ کنٹریکٹ پر کام کرتے تھے انہوں نے کہا کہ وہ بَصّے میں دو دن کا ایک پروگرام کر رہے ہیں جس میں یہ شامل ہوں تو معاوضہ کے طور پر چار ہزار ڈلاسی دیے جائیں گے۔ یہ بہت خوش ہوئے اور دو دن کے پروگرام میں شامل ہونے کے بعد اپنے وعدے کو بڑھا کر دو ہزار ڈلاسی کر دیا۔ چندے کی ادائیگی کیلئے اللہ تعالیٰ نے ان کی آمدن کے مزید ذرائع پیدا فرما دیے۔ دوسرے احمدی بھائیوں کو بھی تحریک جدید کی اہمیت اور مالی قربانی کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔

طلحہ علی صاحب فلپائن کے صدر جماعت ہیں، مربی بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ فلپائن کی پرانی جماعتوں میں سے ایک سمیونول جماعت ہے۔ یہاں اکثریت تدریس کے پیشے سے وابستہ لوگ ہیں۔ اس جماعت کے صدر صاحب نے اپنے ٹارگٹ سے بڑھ کر وصولی کے بعد خاکسار کو میسج (Message) کر کے کہا کہ تین اساتذہ کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں کیونکہ انہیں مارچ سے تنخواہ نہیں ملی مگر اس کے باوجود تینوں نے تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ قربانی کر کے بھی اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اب دیکھیں کہ دور دراز علاقوں میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی کس طرح قربانی کرتے ہیں۔

کبابیر سے شمس الدین صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ الخلیل فلسطین میں نئی جماعت ہے۔ یہاں اکثر احباب جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہے مگر اللہ کے فضل سے سب نے تحریک جدید میں حصہ لیا۔ ابراہیم صاحب الخلیل کے ایک نومبائع احمدی ہیں۔ موصوف بیعت کرتے ہی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ اس بار ایک اچھی رقم انہوں نے تحریک جدید کیلئے ادا کی ہے۔ یہ موصوف کہتے ہیں کہ ایک دوست میرا قرض دار تھا جو کسی مجبوری کے سبب قرض واپس نہیں کر رہا تھا۔ کافی وقت انتظار کرتا رہا۔ اب چونکہ تحریک جدید کا چندہ میرے ذمے ہے، کچھ مالی مشکلات بھی ہیں، جو رقم ملنے والی ہے اس کی امید بھی نہیں رہی۔ بہرحال جب امیر صاحب سے ملاقات ہوئی تو کچھ انتظام کر کے میں نے چندہ تحریک جدید ادا کر دیا۔ میری حالت کو سمجھنے کے بعد امیر صاحب نے کہا کہ اب تو آپ تحریک جدید کا چندہ فی سبیل اللہ ادا کر چکے ہیں تو پھر اللہ ضرور برکت دے گا۔ چنانچہ امیر صاحب کے نکلنے کے چند گھنٹے بعد ہی میرے قرض دار نے مجھے پیسے واپس کیے اور میری تمام پریشانیاں دور ہو گئیں۔

ویزبادن (Wiesbaden) جرمنی سے ایک دوست دفتر تحریک جدید میں تشریف لائے اور بتایا کہ میرا اسائلم کیس ایک ایسے جج کے پاس ہے جو کیس منظور نہیں کرتا تھا۔ تحریک جدید کے حوالے سے پروگرام میں ایمان افروز واقعات سنے۔ یہ سن کر میں نے ارادہ کیا کہ ایک ہزار یورو تحریک جدید میں ادا کروں گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میرا کیس اس جج سے ایک دوسرے جج کے پاس چلا گیا اور اللہ کے فضل سے کیس منظور ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرنے آیا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی مطلوبہ رقم جو وعدے والی رقم تھی وہ دے دی۔

سیکرٹری تحریک جدید یوکے کہتے ہیں برٹن جماعت کے ایک دوست کے پاس کام نہ تھا۔ تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے سے اگلے روز ہی اس کو مناسب کام مل گیا۔ برٹن جماعت کے ایک اَور دوست کو مالی پریشانی تھی تاہم چندہ تحریک جدید ادا کر دیا۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد انہیں HMRC، ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے خط موصول ہوا کہ تمہاری پچھلے سال زائد ادائیگی ہوئی تھی۔ یہ رقم ان کے چندے کی رقم سے کہیں زیادہ تھی۔ ایک پروفیشنل دوست کو کام پر پریشانی تھی۔ کسی نے اس کی بے جا شکایت کر دی تھی۔ اس نے اپنا تحریک جدید کا چندہ ادا کر دیا۔ وہ شخص جس نے شکایت کی تھی اس کو فارغ کر دیا گیا۔ الٹا شکایت کرنے والے کو فارغ کر دیا گیا۔ ایک دوست کی کار گڑھے میں گر گئی۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ سلامت باہر آ گئی تو مزید چندہ تحریک جدید ادا کروں گا۔ چنانچہ گاڑی بغیر نقصان کے باہر آ گئی۔ انہوں نے ایک ہفتہ کی آمدنی کے مطابق چندہ تحریک جدید ادا کر دیا۔ ایک طفل نے اپنا چھ ماہ کا جیب خرچ تحریک جدید میں ادا کر دیا۔ بچے بھی مالی قربانیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک خادم نے چھٹیوں پر جانے کے لیے رقم بچا کے رکھی ہوئی تھی یہ تمام رقم تحریک جدید کے چندے میں ادا کر دی۔ بارکنگ (Barking) اور ڈیگنہم (Dagenham) کے صدر جماعت کہتے ہیں کہ اس مرتبہ ہم نے تحریک جدید کا ٹارگٹ ضرور پورا کرنا ہے خواہ اپنی جیب سے زائد ادا کرنا پڑے۔ چنانچہ جو ٹارگٹ کم رہ گیا تھا وہ انہوں نے اپنی طرف سے ادا کر دیا۔ اس کے بعد انہیں اپنی جاب کی طرف سے اطلاع ملی کہ انہیں گذشتہ سال کی نسبت اس سال ستر فیصد زائد بونس ملے گا جو رقم انہوں نے اضافی طور پر چندے میں ادا کی تھی یہ بونس کی رقم اس سے کہیں زیادہ تھی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اخلاق حسنہ کی تکمیل کیلئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے
یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں

(مؤطا امام مالک)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو،
جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا

(صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

قازقستان سے لینار عبدالرحمانوف کہتے ہیں: میں باقاعدگی سے چندہ عام، جلسہ سالانہ، تحریکِ جدید اور وقفِ جدید ادا کرتا ہوں۔ یہ مختلف قوموں کے مختلف لوگ ہیں۔ اور ان چندوں کی یہ برکت ہے کہ میری بیوی نے میڈیکل کالج ختم کر کے حکومت کے پروگرام میں نوکری حاصل کی اور حکومت نے بچوں کی رہائش کیلئے قرض فراہم کیا اور بچے نرسری میں پڑھ رہے ہیں اور اب مالی حالات پہلے سے بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ میرے پاس دو گاڑیاں ہیں اور اب میں ذاتی مکان بنانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور چندہ ادا کرنے کا نتیجہ ہے۔ پہلے ہم کرائے کے فلیٹ میں رہتے تھے۔ مالی مشکلات تھیں لیکن پھر بھی ہم چندہ دیتے رہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر بے حد فضل فرمایا۔

گذشتہ سال جب تحریک جدید کا میں نے اعلان کیا ہے تو گنی بساؤ کے مربی محمد احسن صاحب لکھتے ہیں کہ ایک احمدی دوست محمد ابراہیم صاحب کہتے ہیں کہ اس روز اعلان سن کے، خطبہ سن کے، انہوں نے اپنا وعدہ لکھوا دیا اور ارادہ کیا کہ ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا لیکن کورونا وبا کے ایام میں آمدن بند ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ اس وقت پریشانی ہوئی پھر جب تحریک جدید کے سال کا اختتام قریب پہنچا تو پریشانی اَور بڑھ گئی۔ کہتے ہیں میں دعا کرتا رہا۔ ایک صبح کسی صاحب کی جانب سے فون موصول ہوا۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ تعمیراتی بلاکس بنا سکتے ہیں؟ میں نے فوراً حامی بھر لی۔ چنانچہ گھر بیٹھے بیٹھے کام مل گیا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کرنے کا سبب پیدا فرما دیا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے جو مالی تنگی پیدا ہوئی تھی وہ بھی دور ہو گئی۔ ابراہیم صاحب کہتے ہیں یہ تمام برکات خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کی وجہ سے ہیں۔

تنزانیہ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ زنجبار سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ احمدی خاتون آمنہ بی بی صاحبہ ہر سال اپنی محدود آمدن کے باوجود چندہ جات کی ادائیگی میں سرفہرست رہتی تھیں۔ اس سال بھی جب رمضان المبارک میں مالی قربانی کی تحریک کی گئی تو انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ اسی مہینے میں اپنا وعدہ مکمل کر دیں لیکن بعض مالی مشکلات کی وجہ سے ان کے پاس رقم میسر نہ ہو سکی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دن مجھے اس امر کا اتنی شدت سے احساس ہوا کہ میں رات کو اٹھ گئی اور خدا تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر عرض کی کہ خلیفہ وقت کی تحریک پر لبیک کہنے کا وقت ہے اور میں اس سے محروم رہی جاتی ہوں۔ چنانچہ اسی دن صبح ان کے ایک عزیز کا ٹیلیفون آیا جس سے ایک مدت سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ ان کے عزیز نے اپنی طرف سے کچھ رقم بطور تحفہ بھجوائی جس سے انہوں نے اپنا چندہ ادا کر دیا۔ وہ خود بتاتی ہیں کہ چندہ ادا کرنے کی وجہ سے ہمیشہ میرا خدا میرے ساتھ پیار کا معاملہ رکھتا ہے اور کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔

قادیان سے وکیل المال صاحب لکھتے ہیں کیرالہ کی جماعت کیرولائی کے ایک دوست کا تحریک جدید کا چندہ پانچ لاکھ روپے کا ہے۔ انہوں نے کچھ رقم اپنی فرم کے فرنیچر کی خریداری کیلئے رکھی ہوئی تھی اور وقت پر رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں فرم کا کام روکنا پڑنا تھا لیکن اسی وقت چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کا بھی مطالبہ تھا۔ انہوں نے چندے کی اہمیت کے پیش نظر وہ رقم چندے میں ادا کر دی۔ اس خلوصِ نیت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ تھوڑی دیر میں چندے میں پیش کی گئی رقم سے کئی گنا زیادہ رقم ان کے اکاؤنٹ میں کسی طرف سے جمع ہو گئی اور فرم کیلئے جو سامان مہیا کیا جانا تھا وہ منگوا لیا۔ اس کے بعد موصوف کو بہت بڑی رقم کا، کئی ملین روپے کا پراجیکٹ ملا اور اپنے وعدے کے علاوہ ایک خطیر رقم تقریباً بارہ لاکھ روپے تحریک جدید کیلئے پیش کیے۔

پھر انڈیا سے ہی عبدالباسط صاحب انسپکٹر لکھتے ہیں کہ کیرالہ کی ایک جماعت ''کوچین'' میں تحریک جدید کے حوالے سے جلسے کا انعقاد کیا گیا جس میں تحریک جدید کے اغراض و مقاصد کے بارے میں بیان کیا گیا۔ احباب جماعت کو تحریک جدید کی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی گئی۔ جلسے کے ختم ہونے کے بعد ہم صدر صاحب کے گھر گئے تو صدر صاحب کی بیٹی جس کی عمر آٹھ سال ہے وہ اپنا منی باکس لے کر آ گئی کہ مولوی صاحب اس میں جتنی بھی رقم ہے وہ چندہ تحریک جدید میں جمع کر لیں۔ اس وقت اسکے باکس میں تقریباً آٹھ سو چونسٹھ روپے تھے جو بچی نے چندہ تحریک جدید کیلئے پیش کیے۔ اسکے والد نے بتایا کہ ان کی بیٹی ایک عرصے سے یہ رقم چندہ تحریک جدید میں دینے کی نیت سے ہی جمع کر رہی تھی۔ باپ نے کہا جب میں اپنی دکان سے واپس آتا تو میری جیب میں جو بھی سکّے ہوتے وہ مجھ سے لے کر جمع کر لیتی۔ کہتی وہ سکّے مجھے دے دیں۔ اور اپنے بُوگی میں ڈال لیتی۔ اس طرح اس بچی نے کئی مہینوں سے جمع کی ہوئی رقم چندے میں ادا کر دی۔ یہ ادراک ہے مالی قربانی کا جو احمدی بچوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیا ہے۔

بیعت کرنے کے بعد کس طرح قربانی کی فکر ہوتی ہے! صمد صاحب البانیا سے لکھتے ہیں کہ البانیا کے ایک گاؤں میں مقیم دالیب جرجی (Dalip Gjergji) صاحب یہ لوکل احمدی ہیں۔ ایک دن جمعہ کے بعد ملے۔ یہ پنشنر ہیں اور معمولی آمد کے باوجود ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ ادا کرتے ہیں۔ ان کے پاس اپنی گاڑی بھی نہیں تھی۔ پبلک ٹرانسپورٹ پر جمعہ پر آتے تھے اور حالیہ وبا کی وجہ سے کافی عرصہ بعد جمعہ پر آئے۔ جمعہ کے بعد کہنے لگے کہ دل پر بوجھ سا تھا کہ اتنے مہینوں سے چندہ ادا نہیں کیا۔ یہ اپنے ساتھ آٹھ ماہ کا چندہ لائے ہوئے تھے اور چندہ عام کے علاوہ تحریک جدید اور وقف جدید کا چندہ بھی ادا کیا۔ اس طرح اَور بے شمار مثالیں ہیں مثلاً تنزانیہ سے ایک معلم حسین صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مخلص احمدی صالح مٹونگا صاحب ہیں۔ بڑھ چڑھ کر دلی خوشی سے مالی قربانی میں حصہ لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل بیمار ہو گئے۔ علاج کیلئے ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ مہینے کے آخر پر جب ان کو پینشن کے پیسے ملے تو انہوں نے سب سے پہلے اپنے تحریک جدید کے وعدے کو مکمل کیا۔ کہتے ہیں میں نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی۔ آپ اس رقم سے پہلے اپنا علاج کروائیں پھر اپنا وعدہ مکمل کر لیں لیکن انہوں نے کہا خدا تعالیٰ کی ذات شفا عطا کرنے والی ہے۔ اس لیے پہلے میں اپنا خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا پھر اپنا علاج کرواؤں گا۔ قربانی کے بھی یہ عجیب معیار ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ان نئے آدمیوں پر بھی جو شامل ہوئے ہیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے دور دراز علاقوں میں یہ اہمیت واضح کر دی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ان لوگوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں ایک علاقے میں تحریک جدید کے مطالبات کے حوالے سے پروگرام کیا گیا۔ اسلام کیلئے زندگی وقف کرنے، سادہ زندگی اپنانے اور ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں شرم نہ کرنے کے حوالے سے توجہ دلائی گئی۔ چنانچہ اس پروگرام کے بعد ایک دوست ابراہیم صاحب نے بتایا کہ وہ ایک ہزار ڈلاسی چندہ تحریک جدید میں پیش کر رہے ہیں۔ نیز یہ بھی بتایا کہ وہ اپنے واحد بیٹے کو، ان کا اکلوتا بیٹا ہے، اس کو زندگی وقف کر کے مربی سلسلہ بننے کیلئے بھجوائیں گے۔ اب یہ بیٹا سیکنڈری سکول میں ہے تو یہ ان کی نیت ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مربی بنے۔

گھانا سے آدم صاحب جنرل سیکرٹری اکرازون لکھتے ہیں کہ مجھے زونل صدر صاحب نے پچاس گھانا سیڈی کی رقم بطور کرایہ دی۔ میں نے یہ رقم چندہ تحریک جدید میں ادا کر دی۔ اگلی صبح افسر کے ساتھ کسی کام کیلئے گیا۔ واپس آنے لگا تو افسر نے پوچھا کہ واپس کس طرح جاؤ گے؟ میں نے کہا ٹیکسی پر جاؤں گا۔ اس پر افسر نے مجھ سے میرا فون مانگا اور کہنے لگا اپنا فون چیک کرو۔ کہتے ہیں میں نے چیک کیا تو ایک ہزار سیڈی انہوں نے مجھے موبائل کے ذریعہ سے وہاں بھیجا ہوا تھا۔ پچاس سیڈی میں نے دی تو ہزار سیڈی ملی۔ یہ تو چند واقعات ہیں جو میں نے بیان کیے ہیں۔ اور بے شمار ایسے واقعات میرے پاس ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

اب یہ جو قربانی ہوئی، مکمل کُل کتنی ہوئی؟ اس کی تفصیل بھی تھوڑی سی بیان کر دیتا ہوں جیسا کہ تحریک جدید کے اعلان کے ساتھ بیان ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کا چھیاسیواں سال 31 اکتوبر کو ختم ہوا اور ستاسیواں سال شروع ہو گیا اور اللہ کے فضل سے اس سال جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کو تحریک جدید کے مالی نظام میں 14.5 ملین یعنی ایک کروڑ چون لاکھ پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گزشتہ سال کے مقابلے میں آٹھ لاکھ بیاسی ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اس سال دنیا بھر کی جماعتوں میں جرمنی اوّل رہا ہے۔ پاکستان کے اقتصادی، معاشی اور سیاسی حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں لیکن پاکستان کی جماعتوں نے گو دنیا کی جماعتوں کے مقابلے میں تو نہیں لیکن عمومی طور پر اپنے ملک کے لحاظ سے اپنی مقامی کرنسی میں بہت زیادہ ترقی کی ہے اور قربانی پیش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام ملکوں میں بھی امن اور سکون پیدا کرے اور بہتری پیدا کرے جہاں معاشی اور سیاسی حالات خراب ہیں تاکہ ان لوگوں کو بھی بڑھ چڑھ کر قربانیاں دینے کی توفیق عطا ہو۔ بہرحال مجموعی طور پر جو صورتِ حال ہے وہ یہ ہے کہ بیرونی ممالک میں سے پہلا نمبر جرمنی کا ہے۔ پھر برطانیہ کا ہے۔ پھر امریکہ کا ہے۔ پاکستان کا بھی بیچ میں آ جاتا ہے۔ امریکہ نمبر تین، پھر کینیڈا، پھر مڈل ایسٹ کا ایک ملک ہے، پھر بھارت ہے، پھر آسٹریلیا ہے، پھر انڈونیشیا ہے، پھر گھانا ہے اور پھر ایک اَور مڈل ایسٹ کی جماعت ہے۔ گھانا بھی اب افریقہ کے مقابلے سے باہر نکل کے دنیا کے مقابلے پر مالی قربانی میں شامل ہو گیا ہے جو اب امریکہ اور یورپ اور دوسرے ممالک سے مقابلہ کرتا ہے۔

اسی طرح فی کس ادائیگی کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ پہلے نمبر پر ہے، پھر امریکہ ہے، پھر سنگاپور ہے۔ تین جماعتوں میں یہ ہیں۔ باقی بھی ہے۔ باقی تفصیل بعد میں۔

افریقن ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں جماعتیں یہ ہیں۔ پہلے نمبر پہ گھانا ہے، پھر نائیجیریا ہے، پھر بورکینا فاسو ہے، پھر تنزانیہ ہے، پھر گیمبیا ہے، پھر سیرالیون ہے۔ یہاں سیرالیون جماعت کافی بڑی اور پرانی جماعت ہے۔ ان کے امیر صاحب کو اور متعلقہ عہدیداروں کو کوشش کرنی چاہیے کہ اگر صحیح طرح مالی قربانی کا جماعت کے افراد کو احساس دلائیں تو افراد جماعت تو قربانیاں کرنے کو تیار ہیں۔ ان کو توجہ کرنی چاہیے۔ پھر بینن ہے۔ بینن میں بھی اللہ کے فضل سے بڑی کوشش ہوئی ہے۔ نائیجر اور بینن میں فی کس ادائیگی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ بینن میں فی کس ادائیگی میں مقامی کرنسی کے لحاظ سے چھ گنا اضافہ ہوا ہے اور نائیجر میں آٹھ گنا اضافہ ہوا ہے باوجود اس کے کہ حالات کی وجہ سے ان کی جو شاملین کی تعداد تھی وہ کم تھی لیکن مجموعی رقم گذشتہ سال سے زیادہ یا اتنی ہو گئی۔ شامل ہونے والوں کی مجموعی تعداد سولہ لاکھ آٹھ سو ہے اور اس میں جو قابلِ ذکر افریقن ممالک ہیں جن میں گذشتہ سال کی نسبت اضافہ ہوا ہے ان میں نمبر ایک گھانا ہے، پھر بورکینا فاسو ہے، پھر مالی ہے، پھر سینیگال ہے، پھر گیمبیا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

صحبت میں بڑا اشرف ہے

اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 609)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

پادریوں ...... کی چھاتی پر اسلام ہی پتھر ہے ورنہ باقی تمام مذاہب ان کے نزدیک نامرد ہیں، ہندو بھی عیسائی ہو کر اسلام کے ردّ میں ہی کتابیں لکھتے ہیں ...... بات یہ ہے کہ ان کا کانشنس کہتا ہے کہ ان کی ہلاکت اسلام ہی سے ہے۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 125)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

ہے، کانگو کنشا سا ہے، تنزانیہ ہے، لائبیریا ہے، کینیا ہے، سینٹرل افریقہ ہے، ساؤتومے ہے، کانگو برازاویل ہے اور زمبابوے ہے۔ باقی دوسری بڑی جماعتوں میں بنگلہ دیش، جرمنی، کینیڈا، بھارت، آسٹریلیا اور برطانیہ کے شاملین میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔

دفتر اوّل کے کھاتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ ہزار نوسوستائیس افراد کے ہیں جن میں سے تینتیس حیات ہیں اور وہ اپنے چندے خود ادا کر رہے ہیں اور تین ہزار ایک سوانیس کھاتے ان کے ورثاء کے ذریعے سے جاری ہیں۔ باقی دو ہزار سات سوپچھتر کھاتے مخلصین جماعت کی طرف سے جاری ہیں۔

جرمنی کیونکہ مجموعی طور پر ساری دنیا میں فرسٹ ہے اس لیے نمبر ایک پہ جرمنی کا ہی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ جرمنی کی پہلی دس جماعتیں جو ہیں ان میں مہدی آباد (Mehdi-Abad)، نمبر ایک، پھر روئڈر مارک (Rödermark)، نوئس (Neuss)، نیدا (Nidda)، کولون (Köln)، پنے برگ (Pinneberg)، اوسنا بروک (Osnabrück)، فلوٗرز ہائم (Flörsheim)، کیل (Kiel)، فرائنز ہائم (Freinsheim) ہے اور لوکل امارتیں جو ہیں ان میں ہیمبرگ (Hamburg)، ڈِٹسن باخ (Dietzenbach)، فرینکفرٹ (Frankfurt)، گروس گیراؤ (Gross-Gerau)، ویزبادن (Wiesbaden)، مورفلڈن (Mörfelden)، من ہائم (Mannheim)، ریڈشٹڈ (Riedstadt)، روسلز ہائم (Rüsselsheim)، ڈامشٹڈ (Darmstadt) ہے۔

اس کے بعد پھر نمبر دو پہ برطانیہ ہے تو برطانیہ کی جماعتوں کی پوزیشن یہ ہے۔ بیت الفتوح ریجن نمبر ایک پہ ہے۔ مسجد فضل ریجن، اسلام آباد ریجن، پھر مڈلینڈز (Midlands) ریجن اور بیت الاحسان ریجن۔ مجموعی ادائیگی کے لحاظ سے برطانیہ کی پہلی دس بڑی جماعتیں آلڈرشاٹ (Aldershot)، اسلام آباد، پھر مسجد فضل، پھر ووسٹر پارک (Worcester Park)، پھر برمنگھم ساؤتھ (Birmingham South)، جلنگھم (Gillingham)، پٹنی (Putney)، ساؤتھ چیم (South Cheam)، برمنگھم ویسٹ (Birmingham West) اور چیم (Cheam) ہیں۔ مجموعی ادائیگی کے لحاظ سے برطانیہ کی پانچ چھوٹی جماعتیں سپن ویلی (Spen Valley) کیتھلی (Keighley)، سوانزی (Swansea)، نارتھ ویلز (Noth Wales)، نارتھ ہیمپٹن (Northampton) ہیں۔

اسکے بعد مجموعی وصولی کے لحاظ سے یہ امریکہ آ گیا لیکن میرا خیال ہے پہلے پاکستان کا بیان کر دوں۔ پاکستان میں جو جماعتوں کا موازنہ ہے وہ یہ ہے کہ لاہور نمبر ایک پہ، ربوہ دوسرے نمبر پہ، کراچی تیسرے نمبر پہ ہے۔ ضلعی سطح پر جو زیادہ قربانی کرنے والے دس اضلاع ہیں ان میں اسلام آباد، پھر سیالکوٹ، پھر گجرات، پھر گوجرانوالہ، حیدر آباد، میر پور خاص، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، عمر کوٹ، چکوال کوٹلی ہے۔ چکوال علیحدہ ہونا چاہئے۔ کوٹلی علیحدہ ہونا چاہیے۔ پتہ نہیں اکٹھا کیوں لکھ دیا ہے۔ یا دونوں ایک ہی پوزیشن میں ہیں۔

وصولی کے اعتبار سے زیادہ قربانی کرنے والی پاکستان کی جو شہری جماعتیں ہیں وہ امارت ڈیفنس لاہور، امارت شہر راولپنڈی، امارت ڈرگ روڈ کراچی، امارت مغل پورہ لاہور، امارت ٹاؤن شپ لاہور، امارت عزیز آباد کراچی، امارت گلشن اقبال کراچی، پشاور، کوئٹہ، امارت دہلی گیٹ لاہور ہیں۔

امریکہ کی جو جماعتیں ہیں ان میں میری لینڈ (Maryland) پہلے نمبر پر ہے، پھر لاس اینجلیس (Los Angeles) ہے، سلیکون ویلی (Silicon Valley) ہے، پھر سینٹرل ورجینیا (Central Virginia) ہے، سیاٹل (Seattle) ہے، اوش کوش (Oshkosh) ہے، پھر ڈیٹرائٹ (Detroit) ہے، پھر شکا گو (Chicago) ہے، ساؤتھ ورجینیا (South Virginia) ہے، ہیوسٹن (Houston) ہے، اٹلانٹا ہے (Atlanta) اور بوسٹن (Boston) ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی لوکل امارات میں سے وان (Vaughan) ہے، پھر پیس ولیج (Peace Village) ہے، پھر کیلگری (Calgary) ہے، پھر وینکوور (Vancouver) ہے، ٹورانٹو ویسٹ (Toronto West) ہے، مسی ساگا (Mississauga) ہے، برامپٹن (Brampton) ہے، برامپٹن ایسٹ (Brampton East) ہے، پھر سسکاٹون (Saskatoon) ہے، پھر ٹورانٹو (Toronto) ہے۔ کینیڈا کی چھوٹی جماعتوں میں بریڈفورڈ (Bradford)، ہیملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)، ایڈمنٹن ویسٹ (Edmonton West) اور رجائنا (Regina) اور ہیملٹن ایسٹ (Hamilton East) ہیں۔

پھر بلحاظ قربانی انڈیا کی پہلی دس جماعتیں جو ہیں اس میں کوئمبٹور (Coimbatore) نمبر ایک پہ ہے، پھر کرولائی (Karulai)، پھر قادیان (Qadian)، پھر پتھ پریم (Pathappiriyam)، پھر حیدر آباد (Hyderabad)، کنانور ٹاؤن (Kannur Town)، کولکاتہ (Kolkata)، کالی کٹ (Calicut)، بنگلور (Bangalore)، ماتھوٹم (Mathottam)۔ پہلے دس جو صوبہ جات ہیں ان میں کیرالہ (Kerala) نمبر ایک پہ ہے، پھر تامل ناڈو (Tamil Nadu)، پھر کرناٹک (Karnataka)، پھر جموں و کشمیر (Jammu Kashmir)، پھر تلنگانہ (Telangana)، پنجاب (Punjab)، اڈیشہ (Odissa)، بنگال (Bengal)، دہلی (Delhi)، مہاراشٹرا (Maharashtra) ہیں۔

آسٹریلیا کی پہلی دس جماعتیں جو ہیں ملبرن لانگ وارن (Melbourne Long Warren)، کاسل ہل (Castle Hill)، ملبرن بیروک (Melbourne Berwick)، مارسڈن پارک (Marsden Park)، ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)، پین رتھ (Penrith)، اے سی ٹی کینبرا (ACT Canberra) ایڈیلائڈ ویسٹ (Adelaide West)، ماؤنٹ ڈروئٹ (Mount Druitt)، پیراماٹا (Paramatta)۔

یہ سب جماعتوں کے موازنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی اب مَیں جیسا کہ میں نے کہا تحریک جدید کے ستاسیویں سال کا بھی اعلان کرتا ہوں جواب شروع ہوا ہے۔ ان شاء اللہ یکم نومبر سے وہ شروع ہو چکا ہے۔

اب میں اس طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ ہم اپنے لیے اور جماعت کیلئے تو دعائیں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے عمومی طور پر بھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آج کل مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم دنیا کے بعض ممالک کے لیڈر بڑے بغض اور کینہ کے جذبات رکھتے ہیں اور ظاہر ہے لیڈر جو ہیں وہ اس جمہوری دور میں عوام کو خدا سمجھ کر ان کی خواہش کے مطابق اپنے بیان اور پالیسیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں یا خود ہی بعض دفعہ ان کو غلط رہنمائی کر کے اس طرف لے جانے کی کوشش کرتے ہیں کہ خدا نہیں ہے بلکہ تم ہی سب کچھ ہو۔ یہ لوگ جہاں کھل کر بیان نہیں بھی دیتے وہاں بھی دلوں میں اسلام کے خلاف نفرتیں اور تحفظات لیے ہوئے ہیں اور عوام الناس کا ایک بڑا حصہ بھی اسلام سے صحیح واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف ہے۔ بہرحال ہم نے دعاؤں کے ساتھ، کوشش کے ساتھ دنیا کو بتانا ہے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ گذشتہ دنوں کھل کر اگر کسی مغربی لیڈر کا بیان آیا ہے، ویسے تو کسی نہ کسی طرح کچھ نہ کچھ سیاسی طور پہ لپٹے لپٹائے فقرات بیان کر کے یا اس طرح گول مول سے الفاظ میں بیانات آتے رہتے ہیں لیکن کھل کے کسی لیڈر کا بیان آیا تو وہ فرانس کا صدر تھا۔ اس نے اسلام کو کرائسس کا شکار مذہب قرار دیا ہے۔ کرائسس کا شکار اگر ہے تو خود ان کا اپنا مذہب ہے۔ اوّل تو وہ کسی مذہب کو مانتے ہی نہیں، عیسائیت کو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ کرائسس کا شکار تو یہ ہیں۔ اسلام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ مذہب ہے اور پھلنے پھولنے والا مذہب ہے اور پھل پھول رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری لیے ہوئے ہے۔ اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اس کی تبلیغ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام کی یہ مخالف قوتیں یا لوگ اس لیے اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور بیان دیتے ہیں کہ انہیں پتہ ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں ایکا نہیں ہے۔ یہاں کینیڈا کے وزیر اعظم کا بہرحال میں تعریف کے رنگ میں ذکر کر دوں۔ انہوں نے فرانس کے صدر کے بیان پر بڑا اچھا بیان دیا ہے کہ یہ سب کچھ غلط ہے اور یہ نہیں ہونا چاہیے اور ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا اور مذہبی لیڈروں کا خیال رکھنا چاہیے۔ کاش کہ باقی دنیا کے لیڈر بھی وزیر اعظم کینیڈا کی سوچ اور بیان کو ذرا غور سے دیکھنے والے ہوں اور دنیا کے امن اور سکون کو قائم کرنے کیلئے اس پر عمل کریں۔ بہرحال یہ کینیڈا کے وزیر اعظم صاحب اس لحاظ سے قابل تعریف ہیں اور ہمیں ان کیلئے دعا بھی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مزید ان کا سینہ کھولے۔

بہرحال یہ تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ایکا نہیں ہے اس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کا ہر ایک ملک دوسرے ملک کے خلاف ہے۔ فرقہ واریت نے باہر کی دنیا میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ہے۔ اگر دنیا کو پتہ ہو کہ مسلمان ایک ہیں، ایک خدا اور ایک رسول کے ماننے والے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں دینا جانتے ہیں تو کبھی غیر مسلم دنیا کی طرف سے ایسی حرکتیں نہ ہوں۔ کبھی کسی اخبار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے چھاپنے کی جرأت نہ ہو۔ چند سال پہلے بھی ڈنمارک میں بھی اور فرانس میں بھی جو خاکے چھپے تھے اس پہ وقتی شور مچا کر اور ان کی چیزوں کا بائیکاٹ کر کے، نہ خریدنے کا اعلان کر کے پھر خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ چند مہینوں کے بعد خاموشی ہوگئی۔ اُس وقت بھی جماعت احمدیہ نے ہی صحیح ردّعمل دکھایا تھا اور ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت سیرت پیش کی تھی جس کی بہت سے غیروں نے، پڑھے لکھے طبقے نے، لیڈروں نے، عوام الناس نے تعریف کی تھی اور پسند کیا تھا اور یہی کام ہم آج بھی کر رہے ہیں اور بتاتے ہیں کہ چند سر پھرے لوگوں کے اسلام کے نام پر غلط عمل کو اسلام کا نام نہ دو۔ کسی ملک کے صدر کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی شخص کے غلط عمل کو اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کیلئے کرائسس کا نام دے کر پھر اپنے لوگوں کو مزید بھڑکایا جائے کہ ان کے خلاف ہماری یہ لڑائی ہے اور یہ لڑائی ہم جاری رکھیں گے۔ اس شخص کو غلط عمل پر بھڑکانے والے بھی تو یہ خود ہی ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بیان دیا تھا کہ یہ خاکے وغیرہ بنانا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کسی رنگ میں کرنا کسی بھی غیرت مند مسلمان کو برداشت نہیں ہے اور یہ حرکتیں بعض مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکا سکتی ہیں اور بھڑکاتی ہیں اور پھر اگر کسی سے کوئی خلافِ قانون حرکت سرزَد ہو جائے، اگر کوئی شخص قانون اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس کے ذمہ دار پھر یہ غیر مسلم لوگ ہیں، یہ حکومتیں

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقیقی مومن اور تقویٰ پر قدم مارنے والوں کا مولیٰ اور دوست
وہ عظیم جاہ وجلال والا خدا ہے جسکی بادشاہت تمام زمین وآسمان پر حاوی ہے
(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/اگست 2007)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان لاتا ہے
خدا اس کی حفاظت کے سامان پیدا فرماتا ہے
(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/اگست 2007)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ہیں یا نام نہاد آزادی ہے جس کو فریڈم آف ایکسپریشن کا نام، اظہارِ خیال کا نام دیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ غیر مسلم دنیا ان کے جذبات بھڑکاتی ہے۔ میں نے اس وقت بھی جب پہلی دفعہ یہ معاملہ اٹھا تھا خطبات کے ایک سلسلہ میں صحیح ردّعمل کی وضاحت کی تھی کہ ہمیں کس طرح صحیح ردّعمل کرنا چاہیے اور کیا دکھانا چاہیے اور اس کا جیسا کہ میں نے بتایا کہ لوگوں پر اچھا اثر بھی ہوا تھا اور ابھی تک ہم مسلسل وہ کیے جا رہے ہیں اور اسی طریقے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پھر ہالینڈ کے سیاستدان نے جو ایک بیان دیا تھا تو اس وقت بھی ہالینڈ میں مَیں نے ایک خطبہ دیا تھا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تھا بلکہ اس پر اس نے ہالینڈ کی حکومت کو درخواست بھی دی تھی کہ اس نے مجھے موت کی دھمکی دی ہے اور میرے خلاف اس نے ہالینڈ کی حکومت کو یہ کہا تھا کہ اس کا یہاں آنا بین کیا جائے بلکہ اس پہ مقدمہ چلایا جائے۔ تو بہرحال ہم تو جہاں تک ہوسکتا ہے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے خلاف ہونے والی ہر حرکت کا جواب دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے اور اس کا اثر بھی ہوتا ہے اور یہی حل پیش کرتے ہیں کہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر قدم ہمیں اٹھانا چاہیے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے اور گذشتہ کئی خطبات میں مَیں اس بات کی تحریک کر چکا ہوں اور باوجود ہمارے بارے میں غیر احمدی علماء کے سخت بیان کے ہم اسلام کے دفاع میں اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں اپنا کام کرتے چلے جائیں گے اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ایک یا دو یا چار آدمی کو قتل کرنے سے وقتی جوش تو نکل جاتا ہے لیکن یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے۔ مسلم امہ اگر مستقل حل چاہتی ہے تو تمام مسلمان دنیا اکٹھی ہو۔ اب بھی فرانس کے صدر کے جواب میں ترکی کے صدر نے جواب دیا یا ایک دو اور ملکوں نے ردّعمل ظاہر کیا تو یہ بات اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا کہ تمام مسلمان ممالک کے ایک ردّعمل کا اثر ہوسکتا ہے۔ گو یہ کہا جاتا ہے کہ ترکی وغیرہ کے ردّعمل پر فرانس کے صدر نے اپنا بیان بدلا اور کچھ نرم کیا کہ میرا مطلب یہ نہیں تھا، میرا مطلب یہ تھا۔ لیکن ساتھ ہی اپنی بات پر بھی قائم رہا ہے کہ جو ہم کر رہے ہیں وہ ٹھیک کر رہے ہیں۔ لیکن اگر چوّن پچپن مسلمان ممالک ایک زبان ہو کر بولتے تو پھر وہ فرانس کا صدر اگر مگر کی بات نہ کرتا۔ پھر اس کو مجبوراً بہرحال معافی مانگنی پڑتی، گھٹنے ٹیکنے پڑتے۔

بہرحال مَیں یہاں مختصراً اتنا ہی کہنا چاہتا تھا کہ دعا کریں کہ مسلمان ممالک کم از کم غیروں کے سامنے ایک ہو کر آواز اٹھائیں پھر دیکھیں کتنا اثر ہوتا ہے۔ ہم تو اپنا کام کیے جا رہے ہیں اور کرتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ کہ مسیح محمدیؑ کے ماننے والوں کا یہ کام ہے، یہ فرض ہے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوبصورت چہرے کو دنیا کو دکھائیں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے نہ لے آئیں۔ دنیا کو بتائیں کہ تمہاری بقا اسی میں ہے کہ خدائے واحد کو پہچانو اور ظلموں کو ختم کرو۔ کچھ عرصہ پہلے کووڈ کے دوران میں نے چند سربراہانِ حکومت کو دوبارہ خط لکھے تھے۔ فرانس کے صدر کو بھی مَیں نے لکھا تھا اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ یہ عذاب اور آفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلموں کی وجہ سے آتے ہیں اس لیے تمہیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ظلموں کو ختم کرو اور انصاف کو قائم کرو اور حق پر مبنی بیان دو۔ ہم نے جو اپنا فرض تھا پورا کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ اب یہ کسی کی مرضی ہے کہ چاہے وہ اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن ہم نے بہرحال امّت مسلمہ کو دعاؤں میں نہیں بھولنا۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھی پہچان لیں اور دنیا کو عمومی طور پر بھی سوچنا چاہیے کہ ایسی باتیں کر کے اگر وہ خدا سے دور ہٹتے چلے گئے تو ان کی تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور عمومی طور پر ہم نے بھی یہ کوشش کرنی ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے نیچے لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانا یہی تحریک جدید کا مقصد بھی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ دنیا کے عمومی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے اس طرف بڑھ رہے ہیں اس بیماری سے جب جان چھوٹے تو یہ نہ ہو کہ ایک اور آفت جنگ عظیم کی صورت میں ان پر نازل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل اور سمجھ دے اور خدائے واحد کو پہچان کر اس کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں
کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 343)

طالبِ دُعا : سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم الحاج محمد بشیر الاسلام صاحب کا ذکر خیر

(راشدہ سلطانہ بنت مکرم غلام نبی صاحب درویش مرحوم قادیان)

میرے شوہر مکرم الحاج محمد بشیر الاسلام صاحب 11/اکتوبر 2020 کو دُبئی (یُو.اے.ای) میں لمبی علالت کے بعد وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق حیدرآباد دکن سے تھا۔ آپ مکرم محمد عبدالسلام صاحب مرحوم اور مرحومہ محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ کے ہاں 11/اکتوبر 1949 کو پیدا ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 71 سال تھی۔ مرحوم پچاس سال سے زائد عرصہ دبئی (یُو.اے.ای) میں مقیم رہے۔ اس دوران ایک حادثہ میں اِن کے دونوں پیر جاتے رہے۔ اسی حالت میں مرحوم نے 33 سال کا طویل عرصہ بہت ہی صبر و حوصلہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے گزارا۔ مرحوم اپنے والدین کے مطیع و فرمانبردار، محنتی، ایماندار، خوش اخلاق و خوش گفتار تھے۔ تمام بھائی بہنوں میں بڑے تھے اس لئے اپنے چھوٹے بھائی بہنوں سے ایک شفیق باپ جیسا سلوک رکھا۔ اولاد کے لئے ایک مثالی باپ تھے۔

مرحوم انتہائی مخلص احمدی، صوم وصلوٰۃ کے پابند، متقی، پرہیزگار، قرآن کریم سے بے حد محبت کرنے والے تھے۔ تلاوت قرآن کریم ان کی مرغوب غذا تھی۔ بسا اوقات پوری پوری رات قرآن کریم کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ ٹیلی ویژن پر سنتے رہتے۔ ہم سوئے ہوتے اور جب آنکھ کھلتی تو تلاوت کی آواز کانوں میں پڑتی۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر صغیر اور سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمۃ القرآن ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ مکمل پڑھا اور کہتے تھے کہ اس میں سے زیادہ تر ترجمہ اور تفسیریں مجھے یاد ہیں۔ اللہ کے فضل سے ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بہت عشق و محبت رکھنے والے تھے۔ ملنسار اور غریب پرور اور صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل کرنے والے انسان تھے۔ غرباء و مساکین اور ضرورتمندوں کی ہمیشہ دل کھول کر مدد کرتے اور آخری دم تک یہ سلسلہ جاری تھا۔ کبھی کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ بہت شوق سے دیکھتے۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو ہمیں کہہ کر ایم.ٹی.اے. لگواتے۔ اگر لگانے میں کچھ تاخیر ہو جاتی تو بے چین ہو جاتے اور کہتے کہ لگا دو نا حضور کا خطبہ آنے والا ہے۔

میرے شوہر کی "مارننگ اسٹار کمپنی" شارجہ میں ہے جو تقریباً پچاس سال قبل کھولی گئی تھی۔ یہ کمپنی احبابِ جماعت میں مقبول تھی۔ احمدی اِفطار اور عید اور جمعہ اور جماعتی تقریبات کے موقع پر یہاں اکٹھے ہوتے۔ اُن دنوں شارجہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں احمدی اکٹھے ہوسکیں اور اپنی تقریبات منعقد کرسکیں۔ تقریباً بیس سال قبل مولانا محمد عمر صاحب فاضل اور اس کے بعد صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب فرزند ارجمند سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ شارجہ تشریف لائے تو "مارننگ اسٹار کمپنی" میں ہی میٹنگوں کا انعقاد ہوا تھا۔ ایک حادثے میں میرے شوہر کے دونوں پیروں نے کام کرنا بند کر دیا اس کے باوجود جماعتی پروگرام و اجلاسات نہیں چھوڑتے اور وہیل چیئر کے سہارے حاضر ہو جاتے۔ بیمار ہونے اور صاحب فراش ہونے کے باوجود ان کی اعلیٰ درجہ کی مہمان نوازی کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوا۔ بیماری کے ایک عرصہ بعد درد کی تکلیف سے اکثر دو چار رہتے لیکن درد کو اپنی مسکراہٹوں کے پیچھے چھپاتے۔

مرحوم نے ایک صحت مند انسان کی طرح زندگی گزاری اور وہ سب کام آپ نے کئے جو دینی و دُنیاوی امور سے متعلق آپ کو پیش آتے رہے۔ عبادات میں کوئی کمی نہیں آنے دی بلکہ پہلے سے بڑھ کر عبادت کرنے لگے۔ آپ کی بہنیں آپ سے کہا کرتی تھیں کہ آپ دس چلنے والوں سے زیادہ مضبوط اور پُرعزم ہیں۔ آپ کی زندگی دوسروں کے لئے ایک نمونہ اور مثال تھی۔ بعض ایسے افراد جو اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے انہوں نے آپ کو دیکھ کر نئے سرے سے جینے کا عزم کیا اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ آج ہم جو کچھ بھی ہیں بشیر الاسلام کی وجہ سے ہیں۔

احمدی دوستوں کی خیر و عافیت ہمیشہ دریافت کرتے رہتے۔ مرحوم نے نہ صرف بیوی بچوں کو اپنے پیچھے سوگوار چھوڑا بلکہ اپنے بے شمار دوستوں کو غم و حزن میں مبتلا کر گئے۔ آپ احبابِ جماعت میں بہت ہردلعزیز تھے۔ میرے شوہر کا تعلق حیدرآباد کی ایک معزز فیملی سے تھا۔ میرے سسُر مکرم محمد عبدالسلام صاحب مرحوم ایک فدائی احمدی تھے۔ 1944 میں انہوں نے تحریک جدید کے دس سال کا چندہ پیشگی ادا کر دیا تھا جس کی وجہ سے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے انہیں خط لکھا اور دُعاؤں سے نوازا۔ جماعت سے گہری وابستگی تھی۔ افرادِ جماعت کی ہر ممکن مدد کرتے۔ مضبوط قوت ارادی کے مالک، انتہائی شریف، نڈر، حسّاس، غور و فکر کرنے والے، بہت دُعائیں کرنے والے، دُعاؤں پر یقین اور توکل کرنے والے انسان تھے۔ اپنا ہر کام دُعاؤں سے بنایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو بار حج کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک مرتبہ اپنی نانی محترمہ کے ساتھ اور دوسری مرتبہ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ حج کیا۔

میرے شوہر مرحوم کی شدید خواہش تھی کہ ان کی تدفین قادیان دارالامان کی مقدس بستی میں ہو۔ انتہائی نامساعد حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری فرمائی۔ الحمد للہ۔ مورخہ 18/اکتوبر 2020 بروز جمعہ آپ کی نماز جنازہ مولانا تنویر احمد خادم صاحب صدر عمومی قادیان نے پڑھائی اور احمدیہ قبرستان قادیان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ میرے شوہر مرحوم کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......

نبیوں کا سردار ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غزوہ خندق کے وقت اِسلامی لشکر کی اصل تعداد کیا تھی؟

اِس موقع پر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کے بارہ میں مؤرخین میں سخت اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس لشکر کی تعداد تین ہزار لکھی ہے بعض نے بارہ تیرہ سَو اور بعض نے سات سَو۔ یہ اتنا بڑا اختلاف ہے کہ اس کی تأویل بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے اور مؤرخین اسے حل نہیں کر سکے۔ لیکن میں نے اس کی حقیقت کو پالیا ہے اور وہ یہ کہ تینوں قسم کی روایتیں درست ہیں۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ جنگ اُحد میں منافقین کے واپس آجانے کے بعد مسلمانوں کا لشکر صرف سات سَو افراد پر مشتمل تھا۔ جنگ احزاب اس کے صرف دو سال کے بعد ہوئی ہے اور اس عرصہ میں کوئی بڑا قبیلہ اِسلام لاکر مدینہ میں آکر نہیں بسا۔ پس سات سَو آدمیوں کا یکدم تین ہزار ہوجانا قرین قیاس نہیں۔ دوسری طرف یہ امر بھی قرین قیاس نہیں کہ اُحد کے دو سال بعد تک باوجود اِسلام کی ترقی کے قابلِ جنگ مسلمان اتنے ہی رہے جتنے اُحد کے وقت تھے۔ پس اِن دونوں تنقیدوں کے بعد وہ روایت ہی درست معلوم ہوتی ہے کہ لڑنے کے قابل مسلمان جنگ احزاب کے وقت کوئی بارہ سَو تھے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر کسی نے تین ہزار اور کسی نے سات سَو کیوں لکھا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دو روایتیں الگ الگ حالتوں اور نظریوں کے ماتحت بیان کی گئی ہیں۔ جنگ احزاب کے تین حصے تھے ایک حصہ اس کا وہ تھا جب ابھی دشمن مدینہ کے سامنے نہ آیا تھا اور خندق کھودی جارہی تھی۔ اس کام میں کم سے کم مٹی ڈھونے کی خدمت بچے بھی کر سکتے تھے اور بعض عورتیں بھی اس کام میں مدد دے سکتی تھیں۔ پس جب تک خندق کھودنے کا کام رہا مسلمان لشکر کی تعداد تین ہزار تھی مگر اِس میں بچے بھی شامل تھے اور صحابیہ عورتوں کے جوش کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اِس تعداد میں کچھ عورتیں بھی شامل ہوں گی جو خندق کھودنے کا کام تو نہیں کرتی ہوں گی مگر اوپر کے کاموں میں حصہ لیتی ہوں گی۔ یہ میرا خیال ہی نہیں تاریخ سے بھی میرے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے جب خندق کھودنے کا وقت آیا سب لڑکے بھی جمع کر لئے گئے اور تمام مرد خواہ بڑے تھے خواہ بچے، خندق کھودنے یا اُس میں مدد دینے کا کام کرتے تھے، پھر جب دشمن آگیا اور لڑائی شروع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن تمام لڑکوں کو جو پندرہ سال سے چھوٹی عمر کے تھے چلے جانے کا حکم دیا اور جو پندرہ سال کے ہو چکے تھے، اُنہیں اجازت دی کہ خواہ ٹھہریں خواہ چلے جائیں۔

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خندق کھودنے کے وقت مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی اور جنگ کے وقت کم ہوگئی کیونکہ نابالغوں کو واپس چلے جانے کا حکم دے دیا گیا تھا۔ پس جن روایتوں میں تین ہزار کا ذکر آیا ہے وہ خندق کھودنے کے وقت کی تعداد بتاتی ہیں جس میں چھوٹے بچے بھی شامل تھے۔ اور جیسا کہ میں نے دوسری جنگوں پر قیاس کر کے نتیجہ نکالا ہے کچھ عورتیں بھی تھیں۔ لیکن بارہ سَو کی تعداد اُس وقت کی ہے جب جنگ شروع ہوگئی اور صرف بالغ مرد رہ گئے۔

اب رہا یہ سوال کہ تیسری روایت جو سات سَو سپاہی بتاتی ہے کیا وہ بھی درست ہے؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ابن اسحق مؤرخ نے بیان کی ہے جو بہت معتبر مؤرخ ہے اور ابن حزم جیسے زبردست عالم نے اِس کی بڑے زور سے تصدیق کی ہے۔ پس اس کے بارہ میں بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کی تصدیق اس طرح بھی ہوتی ہے کہ تاریخ کی مزید چھان بین سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جنگ کے دوران میں بنوقریظہ کفّار کے لشکر سے مل گئے اور اُنہوں نے یہ ارادہ کیا کہ مدینہ پر اچانک حملہ کر دیں اور اُن کی نیتوں کا راز فاش ہوگیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی اس جہت کی حفاظت بھی ضروری سمجھی جس سمت بنوقریظہ تھے اور جو سمت پہلے اس خیال سے بے حفاظت چھوڑ دی گئی تھی کہ بنوقریظہ ہمارے اتحادی ہیں یہ دشمن کو اِس طرف سے نہ آنے دیں گے۔ چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بنوقریظہ کے غدر کا حال معلوم ہوا تو چونکہ مستورات بنو قریظہ کے اعتبار پر اس علاقہ میں رکھی گئی تھیں جدھر بنو قریظہ کے قلعے تھے اور وہ بغیر حفاظت تھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اب اُن کی حفاظت ضروری سمجھی اور دو لشکر مسلمانوں کے تیار کر کے عورتوں کے ٹھہرنے کے دونوں حصوں پر مقرر فرمائے۔ مسلمہ ابن اسلم رضی اللہ عنہ کو دو سَو صحابہ دے کر ایک جگہ مقرر کیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو تین سَو صحابہ دے کر دوسری جگہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہتے رہا کریں تا معلوم ہوتا رہے کہ عورتیں محفوظ ہیں۔ اِس روایت سے ہماری یہ مشکل کہ سات سَو سپاہی جنگ خندق میں ابن اسحاق نے کیوں بتائے ہیں حل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ بارہ سَو سپاہیوں میں سے جب پانچ سَو سپاہی عورتوں کی حفاظت کے لئے بھجوا دیئے گئے تو بارہ سَو کا لشکر صرف سات سَو رہ گیا اور اس طرح جنگ خندق کے سپاہیوں کی تعداد کے متعلق جو شدید اختلاف تاریخوں میں پایا جاتا ہے وہ حل ہوگیا۔

خلاصہ یہ کہ اس خطرناک مصیبت کے وقت خندق کی حفاظت کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف سات سَو آدمی تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے خندق کھودی تھی لیکن پھر بھی اتنے بڑے لشکر کو خندق کے پار سے روکنا بھی اتنے تھوڑے آدمیوں کیلئے ناممکن تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بھروسہ پر یہ قلیل لشکر ایمان اور یقین کے ساتھ خندق کے پیچھے دشمن کے جرار لشکر کا انتظار کرنے لگا اور عورتیں اور بچے دو الگ الگ جگہوں پر اکٹھے کر دیئے گئے۔ دشمن جب خندق تک پہنچا تو چونکہ یہ عرب کیلئے ایک بالکل نئی بات تھی اور اس قسم کی لڑائی کے لئے وہ تیار نہ تھے اُنہوں نے خندق کے سامنے اپنے خیمے لگا دیئے اور مدینہ میں داخل ہونے کی تدبیریں سوچنے لگے۔

بنوقریظہ کی غداری

چونکہ مدینہ کا ایک کافی حصہ خندق سے محفوظ تھا اور دوسری طرف کچھ پہاڑی ٹیلے، کچھ پختہ مکانات اور کچھ باغات وغیرہ تھے، اس لئے فوج یکدم حملہ نہیں کر سکتی تھی۔ پس اُنہوں نے مشورہ کر کے یہ تجویز کی کہ کسی طرح یہود کا تیسرا قبیلہ جو ابھی مدینہ میں باقی تھا اور جس کا نام بنوقریظہ تھا اپنے ساتھ ملا لیا جائے اور اس ذریعہ سے مدینہ تک پہنچنے کا راستہ کھولا جائے۔ چنانچہ مشورہ کے بعد حیی ابن اخطب جو جلاوطن کردہ بنونضیر کا سردار تھا اور جس کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے سارا عرب اکٹھا ہوکر مدینہ پر حملہ آور ہوا تھا اُسے کفّار کی فوج کے کمانڈر ابوسفیان نے اس بات پر مقرر کیا کہ جس طرح بھی ہو بنوقریظہ کو اپنے ساتھ شامل کرو، چنانچہ حیی ابن اخطب یہودیوں کے قلعوں کی طرف گیا اور اُس نے بنوقریظہ کے سرداروں سے ملنا چاہا۔ پہلے تو اُنہوں نے ملنے سے انکار کیا لیکن جب اُس نے اُن کو سمجھایا کہ اِس وقت سارا عرب مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے آیا ہے اور یہ بستی سارے عرب کا مقابلہ کسی صورت میں نہیں کر سکتی اِس وقت جو لشکر مسلمانوں کے مقابل پر کھڑا ہے اُس کو لشکر نہیں کہنا چاہئے بلکہ ایک ٹھاٹھیں مارنے والا سمندر کہنا چاہئے تو اِن باتوں سے اُس نے بنوقریظہ کو آخر غداری اور معاہدہ شکنی پر آمادہ کر دیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ کفّار کا لشکر سامنے کی طرف سے خندق پار ہونے کی کوشش کرے اور جب وہ خندق پار ہونے میں کامیاب ہوجائیں گے تو بنوقریظہ مدینہ کی دوسری طرف سے مدینہ کے اُس حصہ پر حملہ کر دیں گے جہاں عورتیں اور بچے ہیں جو بنوقریظہ پر اعتبار کر کے بغیر حفاظت کے چھوڑ دیئے گئے تھے اور اس طرح مسلمانوں کی مقابلہ کی طاقت بالکل کچلی جائے گی اور ایک ہی دم میں مسلمان مرد، عورتیں اور بچے سب مار دیئے جائیں گے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر اِس تدبیر میں تھوڑی بہت کامیابی بھی کفّار کو ہوجاتی تو مسلمانوں کیلئے کوئی جگہ حفاظت کی باقی نہیں رہتی تھی۔ بنو قریظہ مسلمانوں کے حلیف تھے اور اگر وہ کھلی جنگ میں شامل نہ بھی ہوتے تب بھی مسلمان یہ امید کرتے تھے کہ اُن کی طرف سے ہوکر مدینہ پر کوئی حملہ نہیں کر سکے گا۔ اسی وجہ سے اُن کی طرف کا حصہ بالکل غیر محفوظ چھوڑ دیا گیا تھا۔ بنوقریظہ اور کفّار نے بھی اس صورت حالات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ جب بنوقریظہ کفّار کے ساتھ مل گئے تو وہ کھلے بندوں کفّار کی مدد نہ کریں تا ایسا نہ ہو کہ مسلمان مدینہ کی اُس طرف کی حفاظت کا بھی کوئی سامان کر لیں جو بنوقریظہ کے علاقہ کے ساتھ ملتی تھی۔ یہ تدبیر نہایت ہی خطرناک تھی۔ مسلمانوں کو غافل رکھتے ہوئے کسی ایسے وقت میں بنوقریظہ کا دشمن کے ساتھ جا ملنا جبکہ اسلامی فوج پر کفّار کی فوج کا زبردست دھاوا ہورہا ہو مدینہ کی اس طرف کی حفاظت کو جس طرف بنوقریظہ کے قلعے واقعہ تھے بالکل ناممکن بنا دیتا تھا۔ دو طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر سکنے کا امکان پیدا ہو جانے کے بعد مکہ کے لشکر نے خندق پر حملہ شروع کیا۔ پہلے چند دن تو اُن کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ وہ خندق سے کس طرح گزریں، لیکن دو چار دن کے بعد اُنہوں نے یہ تدبیر نکالی کہ تیرانداز اونچی جگہوں پر کھڑے ہوکر اُن مسلمان دستوں پر تیراندازی شروع کر دیتے تھے جو خندق کی حفاظت کیلئے خندق کے ساتھ ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر بٹھائے گئے تھے۔ جب تیروں کی بوچھاڑ کی وجہ سے مسلمان پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوجاتے تو اعلیٰ درجہ کے گھوڑ سوار خندق کو پھاندنے کی کوشش کرتے۔ خیال کیا گیا تھا کہ اِس قسم کے متواتر حملوں کے نتیجہ میں کوئی نہ کوئی جگہ ایسی نکل آئے گی کہ جہاں سے پیدل فوج زیادہ تعداد میں خندق پار ہوسکے گی۔ یہ حملے اتنی کثرت کے ساتھ کئے جاتے تھے اور اِس طرح متواتر کئے جاتے تھے کہ بعض دفعہ مسلمانوں کو سانس لینے کا بھی موقع نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ ایک دن حملہ اتنا شدید ہوگیا کہ مسلمانوں کی بعض نمازیں وقت پر ادا نہ ہو سکیں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے فرمایا خدا کفّار کو سزا دے اُنہوں نے ہماری نمازیں ضائع کیں۔

گو میں نے یہ واقعہ دشمنوں کے حملوں کی شدت ظاہر کرنے کیلئے بیان کیا ہے، لیکن اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر ایک بہت بڑی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ترین چیز آپ کیلئے خدا تعالیٰ کی عبادت تھی جبکہ دشمن چاروں طرف سے مدینہ کو گھیرے ہوئے تھا۔ جبکہ مدینہ کے مرد تو الگ رہے اُن عورتوں اور بچوں کی جانیں بھی خطرہ میں تھیں۔ جب ہر وقت مدینہ کے لوگوں کا دل دھڑک رہا تھا کہ دشمن کسی طرف سے مدینہ کے اندر داخل نہ ہوجائے اُس وقت بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہی تھی کہ خدا تعالیٰ کی عبادت اپنے وقت پر عمدگی کے ساتھ ادا ہو جائے۔ مسلمانوں کی عبادت یہودیوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح ہفتہ میں کسی ایک دن نہیں ہوا کرتی بلکہ مسلمانوں کی عبادت دن رات میں پانچ دفعہ ہوتی ہے۔ ایسے خطرناک وقت میں تو دن میں ایک دفعہ بھی نماز ادا کرنا انسان کیلئے مشکل ہے چہ جائیکہ پانچ وقت اور پھر عمدگی کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی جائے۔ مگر ان خطرناک ایام میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پانچوں نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتے تھے اور اگر ایک دن دشمن کے شدید حملہ کی وجہ سے آپ اپنے ربّ کا نام اطمینان اور آرام سے اپنے وقت پر نہ لے سکے تو آپ کو شدید تکلیف پہنچی۔

اُس وقت سامنے سے دشمن حملہ کر رہا تھا اور پیچھے سے بنوقریظہ اس بات کی تاک میں تھے کہ کوئی موقع مل جائے تو بغیر مسلمانوں کے شبہات کو اُبھارنے کے وہ مدینہ کے اندر گھس کر عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیں۔ چنانچہ ایک دن بنوقریظہ نے ایک جاسوس بھیجا تا کہ وہ معلوم کرے کہ عورتیں اور بچے اکیلے ہی ہیں یا کافی تعداد سپاہیوں کی اُن کی حفاظت کیلئے مقرر ہے۔ جس خاص احاطہ میں وہ خاص خاص خاندان جن کو دشمن سے زیادہ خطرہ تھا جمع کر دیئے گئے تھے اُس کے پاس اُس جاسوس نے آکر منڈلانہ اور چاروں طرف دیکھنا شروع کیا کہ مسلمان سپاہی کہیں اِردگرد میں پوشیدہ تو نہیں ہیں۔ وہ ابھی اسی ٹوہ میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اُسے دیکھ لیا۔ اتفاقاً اُس وقت صرف ایک ہی مسلمان مرد وہاں موجود تھا اور وہ بھی بیمار تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اُسے کہا کہ یہ آدمی دیر سے عورتوں کے علاقہ میں پھر رہا ہے اور جانے کا نام نہیں لیتا اور چاروں طرف دیکھتا پھرتا ہے پس یہ یقیناً جاسوس ہے تم اس کا مقابلہ کرو ایسا نہ ہو کہ دشمن پورے حالات معلوم کر کے اِدھر حملہ کر دے۔ اُس بیمار صحابی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ تب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خود ایک بڑا بانس لے کر اُس شخص کا مقابلہ کیا اور دوسری عورتوں کی مدد سے اُس کو مارنے میں کامیاب ہوگئیں۔ آخر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا اور بنوقریظہ کا جاسوس تھا۔ تب تو مسلمان اور بھی زیادہ گھبرا گئے اور سمجھے کہ اب مدینہ کی یہ طرف بھی محفوظ نہیں۔ مگر سامنے کی طرف سے دشمن کا اتنا زور تھا کہ اب وہ اس طرف کی حفاظت کا کوئی سامان

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(135) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے چوہدری حاکم علی صاحب نے کہ جب مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین مسجد مبارک کا راستہ دیوار کھینچ کر بند کرنے لگے تو حضرت صاحب نے چند آدمیوں کو جن میں مَیں بھی تھا فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور بڑی نرمی سے سمجھاؤ کہ یہ راستہ بند نہ کریں اس سے میرے مہمانوں کو بہت تکلیف ہوگی اور اگر چاہیں تو میری کوئی اور جگہ دیکھ کر بے شک قبضہ کرلیں اور حضرت صاحب نے تاکید کی کہ کوئی سخت لفظ استعمال نہ کیا جاوے۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم گئے تو آگے دونو مرزے مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ اور حقّے کا دور چل رہا تھا۔ ہم نے جا کر حضرت صاحب کا پیغام دیا اور بڑی نرمی سے بات شروع کی لیکن مرزا امام الدین نے سنتے ہی غصہ سے کہا وہ (یعنی حضرت صاحب) خود کیوں نہیں آیا اور میں تم لوگوں کو کیا جانتا ہوں۔ پھر طعن سے کہا کہ جب سے آسمانوں سے وحی آنی شروع ہوئی ہے اس وقت سے اسے خبر نہیں کیا ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم لوگ اپنا سا منہ لے کر واپس آگئے۔ پھر حضرت صاحب نے ہمارے ساتھ اور بعض مہمانوں کو ملا دیا اور کہا کہ ڈپٹی کمشنر کے پاس جاؤ اور اس سے جا کر ساری حالت بیان کرو اور کہو کہ ہم لوگ دور دراز سے دین کی خاطر یہاں آتے ہیں اور یہ ایک ایسا فعل کیا جا رہا ہے جس سے ہم کو بہت تکلیف ہوگی کیونکہ مسجد کا راستہ بند ہو جائیگا۔ ان دنوں میں قادیان کے قریب ایک گاؤں میں کوئی سخت واردات ہوگئی تھی اور ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس سب وہاں آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں گئے اور ذرا دور یکّے ٹھہرا کر آگے بڑھے۔ ڈپٹی کمشنر اس وقت باہر میدان میں کپتان کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہا کہ ہم قادیان سے آئے ہیں اور اپنا حال بیان کرنا شروع کیا۔ مگر ڈپٹی کمشنر نے نہایت غصہ کے لہجہ میں کہا کہ تم بہت سے آدمی جمع ہوکر مجھ پر رعب ڈالنا چاہتے ہو۔ میں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں اور میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت کیوں بن رہی ہے۔ اور میں تمہاری باتوں سے ناواقف نہیں اور میں اب جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں اور تم کو پتہ لگ جائے گا کہ کس طرح ایسی جماعت بنایا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم ناچار وہاں سے بھی ناکام واپس آگئے اور حضرت صاحب کو سارا ماجرا سنایا۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ ان دنوں میں مخالفت کا سخت زور تھا اور انگریز حکام بھی جماعت پر بہت بدظن تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ کوئی سازش کیلئے سیاسی جماعت بن رہی ہے۔ اور بٹالہ میں ان دنوں پولیس کے افسر بھی سخت معاند و مخالف تھے اور طرح طرح سے تکلیف دیتے رہتے تھے اور قادیان کے اندر بھی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین وغیرہ اور ان کی انگیخت سے قادیان کے ہندو اور سکھ اور غیر احمدی سخت ایذا رسانی پر تلے ہوئے تھے اور قادیان میں احمدیوں کو سخت ذلت اور تکلیف سے رہنا پڑتا تھا اور ان دنوں میں قادیان میں احمدیوں کی تعداد بھی معمولی تھی اور احمدی سوائے حضرت کے خاندان کے قریباً سب ایسے تھے جو باہر سے دین کی خاطر ہجرت کرکے آئے ہوئے تھے یا مہمان ہوتے تھے۔ حضرت صاحب نے یہ حالات دیکھے اور جماعت کی تکلیف کا مشاہدہ کیا تو جماعت کے آدمیوں کو جمع کر کے مشورہ کیا اور کہا کہ اب یہاں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ یہاں رہنا مشکل ہو گیا ہے اور ہم نے تو کام کرنا ہے۔ یہاں نہیں تو کہیں اور سہی۔ اور ہجرت بھی انبیاء کی سنت ہے۔ پس میرا ارادہ ہے کہ کہیں باہر چلے جائیں۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ اس پر پہلے حضرت خلیفہ اوّل نے عرض کیا کہ حضور بھیرہ تشریف لے چلیں۔ وہاں میرے مکانات حاضر ہیں اور کسی طرح کی تکلیف نہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے سیالکوٹ کی دعوت دی، شیخ رحمت اللہ صاحب نے کہا لاہور میرے پاس تشریف لے چلیں۔ میرے دل میں بھی بار بار اُٹھتا تھا کہ میں اپنا مکان پیش کردوں مگر میں شرم سے رُک جاتا تھا آخر میں نے بھی کہا کہ حضور میرے گاؤں میں تشریف لے چلیں۔ وہ سالم گاؤں ہمارا ہے اور کسی کا دخل نہیں اور اپنے مکان موجود ہیں اور وہ ایک ایسی جگہ ہے کہ حکام کا بھی کم دخل ہے۔ اور زمیندارہ رنگ میں گویا حکومت بھی اپنی ہے، حضرت صاحب نے پوچھا وہاں ضروریات مل جاتی ہیں۔ میں نے کہا۔ رسد وغیرہ سب گھر کی اپنی کافی ہوتی ہے۔ اور ویسے وہاں سے ایک قصبہ تھوڑے فاصلہ پر ہے جہاں سے ہر قسم کی ضروریات مل سکتی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا! اچھا وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ جہاں اللہ لے جائے گا وہیں جائیں گے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ 1887ء میں بھی حضرت صاحب نے قادیان چھوڑ کر کہیں باہر جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب شحنۂ حق میں اس کا تذکرہ لکھا ہے۔

(137) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ 1303ء ماہ ذی الحجہ بروز جمعہ بوقت دس بجے حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا خوف ہو اور دل پر اس کے رعب پڑنے کا اندیشہ ہو تو آدمی صبح کی نماز کے بعد تین دفعہ یٰسین پڑھے اور اپنی پیشانی پر خشک انگلی سے **یَا عَزِیْزُ** لکھ کر اس کے سامنے چلا جاوے انشاء اللہ اس کا رعب نہیں پڑے گا بلکہ خود اس پر رعب پڑ جائے گا۔ اور ویسے بھی حضرت صاحب نے مجھے ہر روز کے واسطے بعد نماز فجر تین دفعہ یٰسین پڑھنے کا وظیفہ بتایا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان میاں عبداللہ صاحب نے اپنی نوٹ بک میں نوٹ کیا ہوا تھا اس لئے تاریخ وغیرہ پوری پوری محفوظ رہی اور خاکسار اپنی رائے سے عرض کرتا ہے کہ **یا عزیزُ** کے الفاظ میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب انسان اپنے قلب پر خدا کی طاقت و جبروت اور قہر و غلبہ کی صفات کا نقشہ جمائے گا اور ان کا تصور کرے گا تو لازمی طور پر اس کا قلب غیر اللہ کے رعب سے آزاد ہو جائے گا اور بوجہ اس کے کہ وہ مومن ہے اس کو ان صفات کے مطالعہ سے ایک طاقت ملے گی جو دوسرے کو مرعوب کردے گی اور انگلی سے لکھنا علم النفس کے مسئلہ کے ماتحت تصور کو مضبوط کرنے کے واسطے ہے ورنہ وظائف کوئی منتر جنتر نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم

(138) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا ہم سے حافظ روشن علی صاحب نے کہ جب میں شروع شروع میں قادیان آیا تو اس کے چند دن بعد ایک بڑا معمر شخص بھی یہاں آیا تھا۔ یہ شخص حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی کے مریدوں میں سے تھا اور بیان کرتا تھا کہ میں سیّد صاحب مرحوم کے ساتھ حج میں ہم رکاب تھا اور ان کے جنگوں میں بھی ان کے ساتھ رہا تھا اور اپنی عمر قریباً سوا سو سال کی بتاتا تھا قادیان میں آکر اس نے حضرت صاحب کی بیعت کی یہ شخص دیندار تہجد گذار تھا اور باوجود اس پیرانہ سالی کے بڑا مستعد تھا۔ دو چار دن کے بعد وہ قادیان سے واپس جانے لگا اور حضرت صاحب سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ آپ اتنی جلدی کیوں جاتے ہیں کچھ عرصہ اور قیام کریں اس نے کہا میں حضور کے واسطے موجب تکلیف نہیں بننا چاہتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہمیں خدا کے فضل سے کوئی تکلیف نہیں آپ ٹھہریں ہم سب انتظام کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ یہاں ڈیڑھ دو ماہ ٹھہرا اور پھر چلا گیا۔ ایک دفعہ دوبارہ بھی وہ قادیان آیا تھا اور پھر اس کے بعد فوت ہو گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے جب یہ روایت سنی تو اسے بہت عجیب سمجھا کیونکہ ایک شخص کا دو صدیوں کے سر کو پانا اور پھر دو اماموں کی ملاقات اور بیعت سے مشرف ہونا کوئی معمولی بات نہیں چنانچہ میں نے اسی شوق میں یہ روایت مولوی شیر علی صاحب کے پاس بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے بھی اس شخص کو دیکھا ہے۔ اس کا چھوٹا قد تھا اور وہ بہت معمر آدمی تھا اور اس کے بدن پر زخموں کے نشانات تھے اور اس نے حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّل کو صلوٰۃ خوف کے عملی طریقے بتائے تھے اور بتایا تھا کہ کس طرح ہم سید صاحب کے ساتھ لڑائی کے وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّل نے ایک دفعہ درس کے وقت فرمایا تھا کہ میں نے ان سے صلوٰۃ خوف کے عملی طریقے سیکھے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حافظ صاحب نے بیان کیا کہ یہ شخص چونڈہ ضلع امرتسر کا تھا۔

(139) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا ہم سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے اس دعویٰ سے پنجاب میں بڑا شور پیدا کیا کہ میں جلتی ہوئی آگ میں گھس جاتا ہوں اور مجھے کچھ نہیں ہوتا اور اس نے حضرت صاحب کا بھی نام لیا کہ یہ مسیح بنا پھرتا ہے کوئی ایسا معجزہ تو دکھائے۔ حضرت صاحب کے پاس اس کی یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے وہ آگ میں داخل ہو تو پھر کبھی نہ نکلے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اللہ کے رسول مداریوں کی طرح تماشے نہیں دکھاتے پھرتے بلکہ جب اللہ تعالیٰ کوئی حقیقی ضرورت محسوس کرتا ہے تو ان کے ذریعہ کوئی نشان ظاہر فرماتا ہے اور حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر یہ شخص میرے سامنے آگ میں گھسے تو پھر کبھی نہ نکلے۔ اس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ حق کے مقابلہ پر کھڑا ہونے کی وجہ سے آگ اسے جلا کر راکھ کردے گی بلکہ اگلے جہاں میں بھی وہ آگ ہی کی خوراک رہے گا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ واقعی آگ میں جاتا تھا یا نہیں بہرحال حضرت صاحب تک اس کا یہ دعویٰ پہنچا تھا جس پر آپ نے یہ فرمایا۔

(140) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں خصوصاً ابتدائی ایام میں قادیان کے لوگوں کی طرف سے جماعت کو سخت تکلیف دی جاتی تھی۔ مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین وغیرہ کی انگیخت سے قادیان کی پبلک خصوصاً سکھ سخت ایذا رسانی پر تلے ہوئے تھے اور صرف باتوں تک ایذا رسانی محدود نہ تھی بلکہ دنگا فساد کرنے اور زد و کوب تک نوبت پہنچی ہوئی تھی۔ اگر کوئی احمدی مہاجر بھولے سے کسی زمیندار کے کھیت میں رفع حاجت کے واسطے چلا جاتا تھا تو وہ بدبخت اسے مجبور کرتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے اپنا پاخانہ وہاں سے اُٹھائے۔ کئی دفعہ معزز احمدی ان کے ہاتھ سے پٹ جاتے تھے اگر کوئی احمدی ڈھاب میں سے کچھ مٹی لینے لگتا تو یہ لوگ مزدوروں سے ٹوکریاں اور کدالیں چھین کر لے جاتے اور ان کو وہاں سے نکال دیتے تھے اور کوئی اگر سامنے سے کچھ بولتا تو گندی اور فحش گالیوں کے علاوہ اسے مارنے کے واسطے تیار ہو جاتے۔ آئے دن یہ شکائتیں حضرت صاحب کے پاس پہنچتی رہتی تھیں مگر آپ ہمیشہ یہی فرماتے کہ صبر کرو۔ بعض جوشیلے احمدی حضرت صاحب کے پاس آتے اور عرض کرتے کہ حضور ہم کو صرف ان کے مقابلہ کی اجازت دے دیں۔ اور بس پھر ہم ان کو خود سیدھا کرلیں گے۔ حضور فرماتے نہیں صبر کرو۔ ایک دفعہ سیّد احمد نور مہاجر کابلی نے اپنی تکلیف کا اظہار کیا۔ اور مقابلہ کی اجازت چاہی مگر حضرت صاحب نے فرمایا دیکھو اگر امن اور صبر کے ساتھ یہاں رہنا ہے تو یہاں رہو اور اگر لڑنا ہے اور صبر نہیں کر سکتے تو کابل چلے جاؤ۔ چنانچہ یہ اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ بڑے بڑے معزز احمدی جو کسی دوسرے کی ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ ذلیل و حقیر لوگوں کے ہاتھ سے تکلیف اور ذلت اٹھاتے تھے اور دم نہ مارتے تھے۔ مگر ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک غریب احمدی نے اپنے مکان کے واسطے ڈھاب سے کچھ بھرتی اٹھائی تو سکھ وغیرہ ایک بڑا جتھا بنا کر اور لاٹھیوں سے مسلح ہو کر اس کے مکان پر حملہ آور ہو گئے۔ پہلے تو احمدی بچتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے بے گناہ آدمیوں کو مارنا شروع کیا اور مکان کو بھی نقصان پہنچانے لگے تو بعض احمدیوں نے بھی مقابلہ کیا جس پر طرفین کے آدمی زخمی ہوئے اور بالآخر حملہ آوروں کو بھاگنا پڑا۔ چنانچہ یہ پہلا موقعہ تھا کہ قادیان کے غیر احمدیوں کو عملاً پتہ لگا کہ احمدیوں کا ڈر ان سے نہیں بلکہ اپنے امام سے ہے۔ اس کے بعد پولیس نے اس واقعہ کی تحقیقات شروع کی۔ اور چونکہ احمدی سراسر مظلوم تھے اور غیر احمدی جتھا بنا کر ایک احمدی کے مکان پر جارحانہ طور پر لاٹھیوں سے مسلح ہو کر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس لئے پولیس باوجود مخالف ہونے کے ان کا چالان کرنے پر مجبور تھی جب ان لوگوں نے دیکھا کہ اب ہتھکڑی لگتی ہے تو ان کے آدمی حضرت صاحب کے پاس دوڑے آئے کہ ہم سے قصور ہو گیا ہے۔ حضور ہمیں معاف کردیں حضرت صاحب نے معاف کر دیا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے

پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی (تذکرہ، صفحہ 194)

(الہام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Courtesy: Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

آج تک جو خلافت احمدیہ قائم ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا ایک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کیا ہوا ہے

یہ دلوں کو پھیرنا، دلوں کو قابو رکھنا، اطاعت کے جذبے پیدا کرنا یہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ثبوت ہے

ایک مخلص احمدی جب اطاعت کے جذبہ کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹے افسر سے لے کر خلیفۂ وقت تک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے مدنظر یہ رہنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے یہ سب اطاعت کرنی ہے اور جب یہ اطاعت ہوگی تو اس وقت پھر تقویٰ میں بھی بڑھیں گے

یہ خیال ہر نوجوان اور ہر بچے کو رکھنا چاہئے کہ مجھے خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ مَیں ماں باپ سے چھپ کر، جماعتی عہدیداروں سے چھپ کر کوئی کام کرسکتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی نظر سے میرا کوئی کام اوجھل نہیں ہے۔ یہ جذبہ ہے جو ہر خادم میں اور ہر طفل میں پیدا ہونا چاہئے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں ورنہ کسی بھی خلیفہ کے پاس کوئی دنیاوی طاقت تو نہیں کہ جس نے اس دنیاوی طاقت سے مختلف قوموں کو، مختلف رنگوں کے لوگوں کو، مختلف نسلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جگالی کرتے ہوئے، انہیں بار بار اپنے ذہنوں میں دُہراتے ہوئے اس مقصد کی تلاش جاری رکھیں جس سے تقویٰ ترقی کرتا ہے

ایک احمدی کا دل صرف جماعتی معاملات میں ہی نہیں بلکہ ذاتی معاملات میں بھی نفاق سے پاک ہونا چاہئے جو بات وہ کہے سچی کہے، کھری کہے لیکن اس کے ساتھ ہی دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھیں

تبلیغ کے میدان میں وسعت کیلئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ان راستوں کو اختیار کرنے کیلئے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب جو قرآن اور حدیث کی ہی تشریح ہیں ان کو پڑھنے اور سمجھنے کی طرف بھی توجہ پیدا کرنی ہوگی

آئیں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے۔ اپنی نمازوں کو بھی سجانا ہے۔ اپنے علم کو بھی بڑھانا ہے۔ اپنے عملوں کو بھی چمکانا ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے۔ خلافت احمدیہ کی نئی صدی ہمارے نعروں سے نہیں سجنی بلکہ ہماری دعاؤں اور ہمارے عملوں سے سجنی ہے۔

اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ UK (27 ستمبر 2009ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الحمدللہ کہ آج ہمارا خدام الاحمدیہ UK کا سالانہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری جیسا کہ صدر صاحب نے رپورٹ میں بھی پیش کیا ہے گزشتہ سال سے تقریباً ساڑھے تین سو سے زائد تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا ہے اور اٹھنا چاہیے اور یہی آگے بڑھنے والی اور ترقی کرنے والی قوموں کی نشانی ہے۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آج جو حاضری یہاں اجتماع میں ہے آئندہ سال اس سے بہرحال بہتر ہونی چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر کوشش اور دعا سے کام لیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے ہر کام میں برکت عطا فرماتا چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ نے اس سال یہ بھی ثابت کیا ہے کہ جو بھی اس کا صدر مقرر کر دیا جائے وہ کامل اطاعت کے ساتھ اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اس کے پروگراموں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے کاموں کو آگے بڑھاتے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی جماعت احمدیہ کے ساتھ ایک خاص تائید ہے۔ صدر صاحب کو جب گزشتہ سال صدر بنایا گیا، مَیں نے ان کی صدر بننے کی منظوری دی تو پریشان بھی تھے لیکن اس وقت ان کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے یہ کام دنیاوی کام نہیں ہے اور الٰہی جماعتوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ ان کے اوپر جو بھی نگران مقرر کیا جائے، جو بھی امیر مقرر کیا جائے، اس سے مکمل تعاون کرتے ہوئے اس کے کام کو آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں کیونکہ یہ کسی شخص کا کام نہیں۔ ہماری جماعت میں شخصیت پرستی نہیں۔ تمام جماعت اور افراد جماعت بچے مرد اور عورتیں اس لئے کام کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا ان کو جو فکر تھی وہ ناتجربہ کاری کی وجہ سے تھی۔ اور وقت نے ثابت کر دیا کہ ان کی فکر غلط تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام فکروں کو دور فرمایا اور بڑی کامیابی سے خدام الاحمدیہ نے گزشتہ سالوں سے بڑھ کر اس سال اپنے پروگرام سرانجام دئے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی خوبصورتی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائیدات اور نصرت کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو وعدے آپؑ سے کئے تھے ان کو آج تک پورا کرتا چلا جا رہا ہے اور مزید مَیں بتاؤں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ تائیدات کیوں میرے ساتھ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ''اس وقت دنیا بھر میں ایک ہی مذہبی جماعت ہے جو اپنا امام رکھتی ہے ورنہ تمام دوسری جماعتیں شخصی ہیں۔ ان کا کوئی پیشوا نہیں۔ آپس میں قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی کا مصداق بن رہے ہیں'' (الحشر: 15) (ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 220، مطبوعہ ربوہ) وہ بانگ بلند دعوے کرتے ہیں کہ ہم ایک ہیں لیکن ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں اور اسکے نظارے آج ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خوبصورتی پیدا فرمائی ہے اور پھر یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اور آپؑ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ علاوہ اسکے کہ ہم جو باقی مسلمان مخالفین ہیں ان کو کیا جواب دیتے ہیں کہ ہماری جو یہ ترقی ہے اور اکائی اور جماعت ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا اللہ تعالیٰ کی ذات کا بھی ثبوت ہے کہ خدا ہے۔ خدا کو نہ ماننے والے کہتے ہیں کہ خدا کا کیا ثبوت ہے؟ ایک احمدی کیلئے اس کا بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پھیر کر ایک ہاتھ پر جمع کیا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تھا تو غیر کہتے تھے کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اس کی زبان میں جادو ہے۔ اس کی تقریروں میں ایک جادو بھرا ہوا ہے۔ اس کی باتوں میں ایک سحر ہے۔ آپؑ کی وفات کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا کہ جو جادو بھرا گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ آئندہ بھی قائم رہے گا۔ خلافت احمدیہ جس کی آپؑ نے پہلے سے ہمیں اطلاع دے دی تھی، قائم ہوگی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوف امن میں بدلتا چلا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے اور آج تک جو خلافت احمدیہ قائم ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا ایک ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کیا ہوا ہے۔ جسم تو خریدے جاسکتے ہیں لیکن دل نہیں خریدے جاسکتے اور قربانیاں کرنے والے دل نہیں خریدے جاسکتے۔ پس یہ ایک بڑی بات ہے اور نہ صرف جماعت احمدیہ کے حق میں ایک بہت بڑا ثبوت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور وجود ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس نے جماعت کو ایک رکھا ہے اور پھر خلافت کے فیصلے میں خدا تعالیٰ برکت بھی عطا فرماتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت احمدیہ کے ہر فرد جماعت کا اطاعت کا ایک جذبہ ہے اور اس کی وجہ سے ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ وہ خلافت کے نظام کی وجہ سے تمام نچلے نظام جو ہیں، تنظیمیں جو ہیں ان کی اطاعت کرتے چلے جاتے ہیں۔ پس یہ دلوں کو پھیرنا، دلوں کو قابو رکھنا، اطاعت کے جذبات پیدا کرنا یہ خدا تعالیٰ کی خدائی کا ثبوت ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ اطاعت کے مضمون کی وسعت کو ہر نوجوان نے، ہر بچے نے اپنے سامنے رکھنا ہے۔ صرف چھوٹے موٹے کاموں میں اطاعت نہیں کر دینی۔

خدام الاحمدیہ نے زور لگایا کہ اجتماع کیلئے حاضری بڑھانی ہے تو یہ اطاعت نہیں۔ اجلاسات پہ آنا ہے تو یہ اطاعت نہیں ہوگئی۔ وقتی جذبہ کے تحت کسی قسم کی مالی

قربانی کردی تو یہ اطاعت نہیں ہوگئی۔ چند دن عشرہ تربیت منانے سے نمازیں پڑھ لیں تو اطاعت نہیں ہوگئی۔ بلکہ اطاعت کا ایک مستقل مضمون ہے جو ہر احمدی میں جاری رہنا چاہیے۔ آپ نے صرف اس لئے اطاعت نہیں کرنی کہ عرصہ ہو گیا ہمارے والدین نے بیعت کی تھی اور جماعت میں شامل ہوئے تھے اور ہم نے اس عہد کو، اس معاشرہ کی پابندی کو قائم رکھنا ہے۔ ایک معاشرہ میں ہم جذب ہو گئے ہیں اس لئے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں۔ کیونکہ غیر بھی ہمیں قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اس لئے ہماری مجبوری ہے کہ اطاعت کرتے چلے جائیں۔ خاندانی رشتہ داریاں ہیں، ان کے تقاضے ہیں اس لئے اطاعت کرنی ہے یا جیسے کہ مَیں نے کہا کہ جماعتی تنظیم ہے اس میں بعض معاملات میں اطاعت کرنی ہے یا اگر کہیں اطاعت کرنے کو دل نہیں چاہ رہا تو اس لئے اطاعت کرنی ہے کہ انتظامی لحاظ سے اگر ان باتوں کو نہ مانا گیا، بعض فیصلوں کو نہ مانا گیا تو کہیں تعزیر نہ ہو جائے۔ ایک احمدی میں یہ نہیں ہونا چاہیے۔ ایک مخلص احمدی جب اطاعت کے جذبہ کے ساتھ چھوٹے سے چھوٹے افسر سے لے کر خلیفہ وقت تک کی اطاعت کرتا ہے تو اس کے مدنظر یہ رہنا چاہیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے یہ سب اطاعت کرنی ہے اور جب یہ اطاعت ہوگی تو اس وقت پھر تقویٰ میں بھی بڑھیں گے۔ یا جب تقویٰ پیدا ہوگا تو یہ اطاعت بھی اس معیار کی ہوگی جس میں انسان نے سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (النور: 53) کہ جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوا کرتے ہیں اور یہ معیار وہی حاصل کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہتے ہیں۔ ان کا ہر کام، ہر حرکت خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہو، معاشرہ کے دباؤ سے نہ ہو، جماعتی تعزیر سے بچنے کیلئے نہ ہو۔ بلکہ اس لئے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور اسکے فیصلے مانو۔ اس لئے اطاعت ہو اور ہر ایک کے سامنے یہ ہو کہ میں جو بھی کام کرنے لگا ہوں یا میں کسی کے حکم کو ماننے لگا ہوں تو اس میں میں نے کسی قسم کی کمی نہیں ہونے دینی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں اس کام کو نہ کر کے اسکی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتا۔ پس یہ خالص اطاعت ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جو پھر فلاح پاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (النور: 53) اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔ کامیابیوں کی انتہائی منزلیں چھو لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ پس کامیابیاں صرف زبان سے کہہ دینے سے نہیں ملیں گی کہ ہم اطاعت کر رہے ہیں۔ بلکہ خالص اطاعت کے جذبے سے جب اطاعت کریں گے اور معاشرے کے خوف سے اطاعت نہیں کر رہے ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے خوف سے اطاعت کر رہے ہوں گے۔ اور اسکا تقویٰ رکھتے ہوئے اطاعت کر رہے ہوں گے تو اس وقت کامیابیاں ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ بیشمار احکامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دیئے ہیں۔ ہر کام کرتے ہوئے یہ خیال ہر نوجوان اور ہر بچے کو رکھنا چاہئے کہ مجھے خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ مَیں ماں باپ سے چھپ کر، جماعتی عہدیداروں سے چھپ کر کوئی کام کر سکتا ہوں لیکن خدا تعالیٰ کی نظر سے میرا کوئی کام اوجھل نہیں ہے۔ اور مَیں نے تو اپنے ہر کام کو خدا تعالیٰ کی خاطر کرنے کا عہد کیا ہے۔ پس یہ جذبہ ہے جو ہر خادم میں اور ہر طفل میں پیدا ہونا چاہیے۔ اور اگر غلط کام ہے تو اس سے اس لئے بچنا ہے کہ اگر میں نے اس کو کیا تو کہیں میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والا نہ بن جاؤں۔ جب یہ حالت ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کا قرب بھی ملتا ہے۔ پس ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ خود اپنے اندر کے ضمیر کی آواز کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے کہ ہماری اطاعت کے معیار کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی تقویٰ تبھی پیدا ہوگا جب ہر ایک یہ جائزے لے رہا ہوگا۔ اور جب یہ جائزے ہونگے تو پھر دیکھیں کیا انقلابی تبدیلیاں آپ کے اندر پیدا ہوتی ہیں اور یہ جائزہ اس وقت حقیقی ہوگا جب آپ احمدی ہونے کے مقصد کو پہچانیں گے۔ یہ بہت ضروری چیز ہے۔ ہم کیوں احمدی ہیں؟ ہمارے احمدی ہونے کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں دنیا کی گالیاں سننے کی، دنیا سے ماریں کھانے کی، دنیا سے بعض باتوں میں مذاق اڑوانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس مقصد کو جب تک سمجھیں گے نہیں، ان باتوں کا جواب نہیں ملے گا۔

کروڑوں مسلمان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم تقویٰ پہ چلنے والے ہیں۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ کی تعریف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے، اس کے رسول نے بتائی ہے یا اس زمانہ میں اس تعلیم کے مطابق جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے بتائی ہے اس کو مزید کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے۔ پس کروڑوں مسلمانوں کے یہ دعوے فضول ہیں، لاحاصل ہیں، بے ثمر ہیں کہ ہم تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ جو خودکش حملے کر رہے ہیں وہ اپنے زعم میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے خودکش حملے کر رہے ہیں۔ جو معصوموں کو اس بات پر ابھار رہے ہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو اپنی جانوں کو خودکش حملوں سے اڑا کر ضائع کر دو۔ پس جب بھی ان سے یہ پوچھا جائے وہ یہی کہتے ہیں کہ یہ تقویٰ ہے جس کی خاطر ہم یہ کام کر رہے ہیں اور یہ تقویٰ ہے جس کی خاطر بچوں کو ہم اس میں جھونک رہے ہیں۔ دس بارہ تیرہ سال کے بچے بلکہ اس سے بھی چھوٹی عمر کے بچے ماں باپ سے دین سکھانے کے بہانے لے لئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کروانے کے بہانے ان کو جنت کے باغوں کے لالچ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حوالہ سے لے لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ تقویٰ نہیں ہے۔ کسی کی معصوم جان سے کھیلنا یا کسی معصوم جان کو بلاوجہ ضائع کرنا یہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔ یہ تو کہیں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے۔ پس ان کی جو تقویٰ کی یہ تعریفیں ہیں خود تراشی ہوئی تعلیمیں ہیں۔

اللہ اور رسول کا حکم ہے کہ جہاد کرو۔ جہاد کیا کرو؟ ان شرائط کے ساتھ جہاد کرو جن کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اگر وہ شرائط موجود نہیں تو بلاوجہ جانیں دینا کوئی تقویٰ نہیں اور یہ کوئی خدا اور اسکے رسول کی اطاعت نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ جائز طریق سے اگر جنگ تم پر جھونکی جاتی ہے تو تمہیں اپنا دفاع کرنے کیلئے، اپنے آپ کو بچانے کیلئے، اپنی مسجدوں اور عبادت گاہوں کی حفاظت کیلئے تو جہاد کا حق ہے لیکن معصوم جانوں کو، بچوں اور عورتوں کو خودکش حملوں سے اڑانے کیلئے جہاد جہاد نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی صریحاً نافرمانی ہے۔ پس یہ جو ان لوگوں کے تقویٰ کے دعوے ہیں یہ سب غلط ہیں۔ آج ایک احمدی ہی ہے جو بتا سکتا ہے کہ صحیح تقویٰ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم تھا کہ زمانے کے امام کو ماننا۔ قرآن مجید بھی اس بارے میں کہتا ہے کہ آخری زمانے میں جو امام آئے اس کو ماننا۔ آنحضرت ﷺ کی احادیث بھی یہی فرماتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنے والے مسیح اور مہدی کو ماننا۔ یہ اس بات کی تو اطاعت نہیں کر رہے اس لئے یہ تقویٰ سے باہر ہوتے چلے جا رہے ہیں کیونکہ جب آنے والے امام مہدی نے ہی صحیح راہنمائی کرنی تھی۔ اس نے ہی بتانا تھا کہ کس قسم کا اور کس وقت اور کہاں جہاد کرنا ہے تو اس کی راہنمائی کے بغیر جو بھی جہاد ہوگا وہ جہاد نہیں بلکہ ظلم گردانا جائے گا۔ پس غیروں کی طرف سے جو فساد پیدا ہو رہا ہے یہ صرف اس لئے ہے کہ زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا۔ اور آج ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچان کر اس تمام لغویات اور گند اور ظلم اور بربریت سے اپنے آپ کو بچایا ہوا ہے۔ پس آج احمدی ہی حقیقی تقویٰ کو سمجھ سکتا ہے جس نے امام کو پہچانا ہے۔ آج اللہ اور رسول کی اطاعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت سے وابستہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت سے باہر نکل کر نہ اللہ کی اطاعت ہے اور نہ اس کے رسول کی اطاعت۔

انہیں آیات میں جو مَیں نے پڑھیں ہیں آگے جا کر اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ پس خلافت کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تائید حاصل ہے اور اسی لئے جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی تائید حاصل ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں ورنہ کسی بھی خلیفہ کے پاس کوئی دنیاوی طاقت تو نہیں کہ جس نے اس دنیاوی طاقت سے مختلف قوموں کو مختلف رنگوں کے لوگوں کو، مختلف نسلوں کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جگالی کرتے ہوئے، انہیں بار بار اپنے ذہنوں میں دہراتے ہوئے اس مقصد کی تلاش جاری رکھیں جس سے تقویٰ ترقی کرتا ہے۔ جس سے اطاعت ترقی کرتی ہے اور پھر تقویٰ کی جو یہ ترقی ہوگی تو اس سے انسان بامراد ہوتا ہے۔ پھر اس خوشخبری کا حاصل کرنے والا بنتا ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ یہ لوگ بامراد ہوں گے۔ اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے راستوں کی تلاش میں نشان دہی فرمائی۔ چند باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مَیں بیان کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ’’بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوف خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 605، مطبوعہ ربوہ) اور اصل مقصد جو ایک مومن کا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اصل مقصود کو پہچان لو۔ اصل مقصود اور مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی سچی توحید کا قیام ہے اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ درحقیقت اگر توحید کی حقیقت کو سمجھ لیں تو حقوق العباد خودبخود قائم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پھر انسان ان تمام باتوں پر عملدرآمد کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔

ہمارے میں سے جو نوجوان ہیں اور جو اکثریت میرے سامنے بیٹھے ہیں یہ نوجوان ہی ہیں یا نوجوانی کی عمر سے گزر رہے ہیں لیکن ابھی تک جوان ہیں۔ ان کے بہت سارے مسائل ہیں۔ جھگڑے ہیں۔ مثلاً مذاق میں ہی کوئی دوسرا بات کر دے تو نوجوانی میں غصہ میں آ کر ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جن سے پھر لڑائیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ پھر بیویوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اسکی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ ذرا سی بات پر گھروں میں لڑائیاں اور فساد پیدا ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ اور اسکے رسول کا حکم ہے کہ گھروں کو جنت نظیر بناؤ۔ یہی اطاعت کامل ہے۔ پھر رشتہ داروں کے حقوق نہ ادا کرنا ہے حالانکہ رشتہ داروں کے حقوق بھی رکھے گئے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے کہ حق ادا کرو۔ یہ اطاعت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسان کرتا ہے۔ بعض لوگ جماعتی طور پر بہت اچھے ہوتے ہیں۔ بڑی خدمات بجا لا رہے ہوتے ہیں۔ کئی کئی گھنٹے جماعت کو دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے گھروں میں ہر وقت فساد ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ سب اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر جو کامل یقین ہے اس میں کمی ہے۔ پس احمدی کا یہ کام ہے کہ یہ کامل یقین پیدا کرے اور جب کامل یقین پیدا کرنے میں یہ کوشش ہوگی تو شیطان جو مختلف راستوں سے آتا ہے ورغلاتا ہے اور بھلا دیتا ہے کہ ہماری زندگی کا اصل مقصد کیا ہے۔ وہ بھی پھر ہمیشہ یاد رہے گا اور پھر انسان شیطان کے پنجے میں نہیں آئے گا۔ اس کی باتوں میں نہیں آئے گا۔ اس کے بہلاوے اور پھسلاوے میں نہیں آئے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توحید کا کیا نقشہ کھینچا ہے؟ کیونکہ توحید کے قیام ہی سے پھر باقی باتیں آگے چلتی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جائے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عجیب درعجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل تو ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا۔ مَیں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کو ماننے والا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے‘‘۔ ایک ایسی واضح تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جس کی کوئی مثال نہیں ہوتی۔ اگر سچی توحید کو

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلتَّعْزِيَةُ مَرَّةٌ (اربعین اطفال)

(تعزیت ایک دفعہ ہی کافی ہے)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

دل میں قائم کرلے انسان ۔فرمایا: اس میں بغض کینہ، حسد، ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اسکا قرب ہوتا ہے۔فرماتے ہیں ’’اس وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت تکبر، خود پسندی، ریا کاری، کینہ و عداوت، حسد و بخل، نفاق و بدعہدی وغیرہ کے دور ہو جاویں۔جب تک یہ بت اندر ہی ہیں اس وقت تک لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 91، مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں بے شک ہم لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر یقین رکھتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس گہرائی میں ہمیں سمجھا رہے ہیں وہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ہم میں سے کتنوں کے دلوں میں ہے۔کیا ہمارے دل تکبر سے مکمل پاک ہیں؟ کیا ہم اپنی ذاتی اناؤں اور عزت کے نام پر ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آجاتے ہیں اور تکبر کا اظہار کرتے ہیں ۔کیا ہمارے دل خود پسندی سے پاک ہیں یا اپنی ذات کو ہی دوسروں پر فوقیت اور اہمیت دیتے چلے جاتے ہیں؟۔ہم ہر وقت یہی سوچتے ہیں کہ ہماری ہی تعریفیں کی جائیں ۔ہماری ہی Projection کی جائے ۔ہمیں ہی زیادہ اٹھایا جائے اور اگر یہ نہیں تو ہمارے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ یہ جذبات مجروح ہونے سے خود پسندی کا اظہار بڑھا ہے اور یا دل میں جو خواہش ہے وہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔کیا ہمارے دل کینہ اور عداوت سے پاک ہیں ؟ یا ذرا سی بات پر ہم دل میں کینہ رکھتے ہیں، اپنی رنجشیں بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا ہم حسد سے پاک ہیں؟ کیا دوسروں کی ترقی دیکھ کر ہمارے اندر رشک کے جذبات کی بجائے حسد کے جذبات ابھرتے ہیں اور ہم اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیا ہم بخل سے پاک ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ہمارے ہاتھ رک جاتے ہیں۔اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل تو کرتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر قربانی کرنی پڑے تو رک جاتے ہیں ۔بہت سے ہیں جو اللہ کے فضل کے ساتھ جماعت میں ہیں جو کسی قسم کا کوئی بخل نہیں دکھاتے بلکہ بڑے کھلے دل کے ہیں قربانیاں کرتے چلے جاتے ہیں ۔لیکن ایسے بھی ہیں جو خود اپنے جائزے لیں کہ وہ بخل سے پاک ہیں؟ پھر کیا ہمارے دل نفاق سے پاک ہیں؟۔ یا ہمارے دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور ظاہر کچھ اور کرتے ہیں۔ایک احمدی کا دل صرف جماعتی معاملات میں ہی نہیں بلکہ ذاتی معاملات میں بھی نفاق سے پاک ہونا چاہیے۔جو بات وہ کہے سچی کہے کھری کہے لیکن اسکے ساتھ ہی دوسروں کے جذبات کا بھی خیال رکھیں ۔نفاق یہ ہے کہ دل میں کوئی رنجش بھری ہوئی ہو۔ظاہری طور پر کچھ اور کیا جائے اور ان رنجشوں کی وجہ سے حسد کا جذبہ مزید ابھرتا ہے اور انسان کو نقصان پہنچاتا چلا جاتا ہے ۔خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہا ہوتا ہے۔کیا ہم اپنے سارے عہد پورے کرنے والے ہیں؟ یا کچھ پر عمل کیا اور کچھ پر نہیں کیا۔اگر اپنے عہد پورے کرنے والے ہیں۔تو پھر توحید کو اپنے دلوں میں قائم رکھنے کیلئے یقیناً ہم نے کوشش کی ہے۔ پھر یقیناً نمازوں کی حفاظت کرنے والے بھی ہم ہوں گے اور مردوں کیلئے نمازوں کی حفاظت قیام نماز کی کوشش کرتے ہوئے ہوتی ہے۔ باجماعت نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ہوتی ہے۔ہمیں یاد رکھنا چاہئے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ بھی ایک عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور معبود کی بھی عبادت کی جاتی ہے اور عبادت کا یہ طریق بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے۔اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی کا عہد ہے اور ان دونوں باتوں پر عمل کرنے کا عہد اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر کیا ہے۔ پس اگر کلمہ پر ایمان ہے تو عہد کی پابندی بھی لازمی ہے۔

نماز کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’نماز کی پابندی کے بارہ میں بار بار قرآن شریف میں کہا گیا ہے۔‘‘ پھر آپؑ نے فرمایا ’’اصل بات یہ ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے محفوظ کردے۔انسان درد اور فرقت میں پڑا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرب اسے حاصل ہو۔اس کیلئے سعی کرنا ضروری امر ہے ۔‘‘ وہ اندر جو گناہوں سے بھرا ہوا ہے اور جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور قرب سے دور جا پڑا ہے اسے پاک کرنے اور دور سے قریب کرنے کیلئے نماز ہے۔اس ذریعہ سے ان بدیوں کو دور کیا جاتا ہے اور اس کے بجائے پاک جذبات بھر دئے جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 93-92 مطبوعہ ربوہ) اور نماز کس طرح کی پڑھنی چاہئے؟ جو خدا تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔بدیوں سے پاک کرتی ہے۔ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پر یقین کامل کرتی ہے۔فرمایا کہ ’’صلوٰۃ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ ضروری ہے کہ اسکے ساتھ ایک سوزش اور رقت اور درد ہو۔‘‘

پس یہ نمازیں ہیں جو ایک احمدی کو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر نوجوانی کی عمر میں ہم نے اس جڑ کو پکڑ لیا، اس اصول کو پکڑ لیا تو انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ سے قرب کا جو تعلق ہے ترقی کرتا چلا جائے گا۔

آج جب کہ دنیا خدا تعالیٰ کے وجود کے بارہ میں بیہودہ تحریریں لکھ رہی ہے، کتابیں لکھی جاتی ہیں، مضامین لکھے جاتے ہیں اور بہت سی لغویات کے ذریعہ، میڈیا کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے وجود کی نفی کی جاتی ہے۔ایک بہت بڑا طبقہ جو خدا کے وجود اور مذہب کے انکار نہ کرنے کے باوجود عملاً مذہب اور خدا سے بھی دور چلا گیا ہے۔دنیا نے اس کے سامنے بہت سے معبود کھڑے کر دیئے ہیں۔ مسلمان بھی عملاً اسلام کے نام پر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللہ کی نفی کر رہے ہیں۔ منہ سے تو بے شک کہہ رہے ہیں لیکن عملاً اسکی نفی ہو رہی ہے۔کیونکہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ نے حقوق العباد کی ادائیگی کے سبق دیئے ہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللہ نے اسکی عملی تصویر ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ (محمد: 34) کے ساتھ ہمیں اطاعت کی تلقین فرمائی ہے۔کیوں؟ اس لئے کہ جیسا مَیں نے کہا ’’اَطِیۡعُوا اللّٰہَ ‘‘ مَیں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکامات پر عمل کرنے کی ہدایت دی ہے اور ’’اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ ‘‘ میں رسول پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ہدایت دی ہے۔پس اس کلمہ کی اعلیٰ تصویر بننے کیلئے ایک احمدی کو بہت زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے اور جب ہم اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آراستہ کریں گے تو ہم یہ کہنے والے بن کر تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھ سکیں گے کہ ہم ہی ہیں جو تبلیغ پر یقین رکھتے ہیں اور پھر ہم حق کا پیغام دنیا کو پہنچا کر دوسرے مذاہب پر حق کی برتری ثابت کرنے والے ہوں گے۔جس کو دنیا آج بھول چکی ہے اور اپنے عمل کو اسوہ رسول ﷺ کے مطابق ڈھال کر اپنے عملی نمونوں سے ہم دنیا کو ثابت کریں گے کہ یہ وہ نمونے ہیں جن پر عمل سے آج انسانیت کی بقا ہے۔پس تبلیغ کے اس میدان میں وسعت کیلئے یہ راستے اختیار کرنے کی ضرورت ہے ۔’’لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ‘‘ کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ’’مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللہ ‘‘ کے مفہوم کو بھی سمجھنا ہوگا اور ان راستوں کو اختیار کرنے کیلئے قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب جو قرآن اور حدیث کی ہی تشریح ہیں ان کو پڑھنے اور سمجھنے کی طرف بھی توجہ پیدا کرنی ہوگی۔گویا نیکیوں میں قدم بڑھانے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے میدان کھولنے کیلئے یہ علم حاصل کرنے ضروری ہیں۔اپنے علم کو بڑھانا بھی ضروری ہے اور اپنے عملوں کی طرف توجہ دینا بھی ضروری ہے اور یہ میدان پھر اللہ کے فضل کھولتے چلے جائیں گے۔

پس آئیں اور یہ عہد کریں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے۔اپنی نمازوں کو بھی سجانا ہے۔اپنے علم کو بھی بڑھانا ہے۔اپنے عملوں کو بھی چمکانا ہے اور ان سب چیزوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے۔خلافت احمدیہ کی نئی صدی ہمارے نعروں سے نہیں سجنی بلکہ ہماری دعاؤں اور ہمارے عملوں سے سجنی ہے۔

صدر صاحب نے اجتماع شروع ہونے سے پہلے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ اطفال کو علیحدہ خطاب اطفال کی مارکی میں ہو۔مَیں نے کہا تھا اطفال کیلئے بھی، جو سمجھنے والے اطفال ہیں عموماً وہی مضمون ہوتا ہے جو خدام کو کہا جاتا ہے۔یہی پیغام جو ہے وہ اطفال کیلئے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دس سال کی عمر میں نمازیں فرض کیں ہیں اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اس میں کبھی سستی نہ کریں۔دس سال کی عمر ایسی عمر نہیں کہ کہا جائے کہ ہمارے سے سستیاں ہوگئیں۔نمازیں فرض کی گئی ہیں ۔نمازیں پڑھنا بہر حال ہر ایک پر فرض ہے۔قرآن شریف پڑھیں ۔بہت سے بچے جب قرآن شریف حفظ کرتے ہیں تو اس عمر میں یعنی دس سے بارہ سال کی عمر میں ہی کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی عمر ہے کہ اس کے ساتھ پھر ترجمہ بھی پڑھنا چاہئے ۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان کو بڑھانے کے جو طریقے ہیں وہ ایسے ہیں جو بچوں کے دماغ میں بڑی جلدی Mature ہوجاتے ہیں اور اگر وہ سمجھنا چاہیں تو سمجھنے لگ جاتے ہیں۔قرآن کو جب ترجمہ کے ساتھ پڑھیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کا بھی پتہ چلے گا کہ اس میں کیا حکم ہیں مثلاً ایک حکم ہے کہ والدین کی عزت کرو۔پس ماں باپ کی عزت کریں گے، ان کا کہنا مانیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کام سے خوش ہوگا کیونکہ آپ اپنے ماں باپ کا کہنا اس لئے مان رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس عمل سے خوش ہو، آپ کے اس کام سے خوش ہو۔یہاں کے جو بچے ہیں ان کی نقل نہ کریں۔ یورپ میں رہنے والے جو بچے ہیں یا جو غیر احمدی ہیں یا غیر مسلم ہیں ان کو جیسے میں نے شروع میں کہا تھا کہ ان کو سمجھانے والا کوئی نہیں۔ان کا امام کوئی نہیں۔آپ لوگ ان لوگوں سے منفرد ہیں۔ان کی نقل آپ نے نہیں کرنی بلکہ ان کو اپنے پیچھے چلانا ہے۔

جیسے مَیں نے اپنے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ اب تو ٹی وی میں یہ سوال اٹھنے لگ گئے ہیں کہ بچوں کو سمجھانے کی، سختی سے اور نرمی سے سمجھانے کی کیا حدیں ہیں۔ کیونکہ ذرا سی بھی سختی کی جائے بلکہ یہ بھی مثال دیتے ہیں کہ گرم چیز کو اگر بچہ ہاتھ لگائے اور ماں باپ نے زور سے یوں چپت لگا کے پیچھے ہٹا دیا اور بچے نے رونا اور چلانا شروع کردیا تو اسی بات پر پولیس اور بچوں کی حفاظت کے جو ادارے ہیں وہ آکر اس کو لے جاتے ہیں اور ماں باپ سے علیحدہ کر دیتے ہیں اور اسی چیز نے بڑھتے بڑھتے بچوں کو بے ادب بنا دیا ہے۔نہ ماں باپ کا احترام رہا ہے اور نہ کسی اَور چیز کا احترام رہا ہے۔اسی طرح سکولوں میں بھی ڈسپلن توڑنے والے ہوتے ہیں۔ اب یہ شور پڑنے لگ گیا ہے کہ کوئی حد لگا لیں، جہاں سے ہم کہہ سکیں کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھنا۔اگر بڑھو گے تو سختی ہوگی اور اس حد تک کہ بچوں کی حفاظت کے جو ادارے ہیں وہ دخل نہیں دیں گے۔گو یہ چیزیں اسلام نے پہلے ہی فطرت کے مطابق بیان کردی ہیں کہ والدین کا بھی اور اپنے بڑوں کا بھی عزت واحترام کرو۔ پھر یہ قرآن کریم کا جو پڑھنا اور سمجھنا ہے، بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی اور بہت سی نیکیوں کی طرف راہنمائی کرے گا۔ بہت سی نیکیوں کے بارہ میں پتہ چلے گا۔اللہ کرے کہ خدام اور اطفال اس بات کو سمجھیں کہ احمدی ہونے کی وجہ سے انکی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اصحاب کہف کے ذکر میں نوجوانوں کا ذکر ملتا ہے۔ جنہوں نے توحید کی حفاظت کی اور اس کو قائم رکھنے کیلئے قربانیاں دیں۔پس آج مسیح محمدی کے ذریعہ توحید کے قیام میں نوجوانوں نے ہی اہم کردار ادا کرنا ہے اور دنیا میں اسلام کا پھیلانا اور توحید کا پیغام اب احمدیوں کا ہی کام ہے اور اس میں جیسے مَیں نے کہا نوجوانوں نے بھرپور کردار ادا کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 1/جنوری 2010)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

خدا کی خاطر خالص ہو کر اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والوں کو خدا بھی ملتا ہے اور دنیا بھی ان کے دَر کی لونڈی ہو جاتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/اگست 2007)

طالب دعا : بی.ایم.خلیل احمد، افراد خاندان ومرحومین (جماعت احمدیہ بنگلور، صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

خلافت کا جاری نظام بھی خدا تعالیٰ کے وعدوں میں سے ایک بہت بڑا وعدہ ہے جو مومنین کے سکون کیلئے اور ان کو تمکنت دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/اگست 2007)

طالب دعا : عبدالرحمن خان (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اُڈیشہ)

اسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں

توحید کے قیام و استحکام کیلئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے

جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں عورتوں نے اپنا کردار ادا کیا، نظام جماعت کو بہترین مشورے بھی دیئے، صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے عبادتوں کے معیار قائم کئے۔ بچوں کی بہترین تربیت کی، حضرت اُمّ عمّارہ رضی اللہ عنہا کی بے نظیر قربانیوں اور خدمات کا تفصیلی تذکرہ

آج ہر عورت کا کام ہے کہ اُمّ عمّارہ بن کر آنحضرتؐ کی ذات اور اسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپؐ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے

آج کل الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ اسلام پر، احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں، آنحضرتؐ کی ذات پر، قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں، ان حملوں کو پسپا کرنے کیلئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے، لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اپنے آپ کو اس کام کیلئے پیش کریں

ہمیں ایک اُمّ عمّارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمّ عمّارہ کی ضرورت ہے

صحابیات رسول حضرت اُمّ سلمہؓ، حضرت اُمّ ورقہؓ بنت عبد اللہ، حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی خدا اور رسول سے محبت، اخلاص و وفا اور قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

(آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں، ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اسلام اور آنحضرتؐ کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے)

(اسلام آباد (ٹلفورڈ) 3 اکتوبر 2010ء)

جماعت کی دو ذیلی تنظیموں لجنہ اماء اللہ (برطانیہ) اور انصار اللہ (برطانیہ) کے سالانہ اجتماعات یکم تا 3 اکتوبر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئے۔ اس موقع پر 3 اکتوبر بروز اتوار قبل دوپہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں تشریف لا کر ان سے خطاب فرمایا۔ حضور انور کا یہ خطاب براہ راست انصار اللہ کی اجتماع گاہ میں بھی ٹیلی کاسٹ ہوا۔ لجنہ اماء اللہ سے حضور انور کے اس نہایت ولولہ انگیز خطاب کا خلاصہ (اپنی ذمہ داری پر) ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی پہلے آپ کا استہزاء اور ہنسی ٹھٹھا شروع ہوا، اور پھر جب کفار نے دیکھا کہ یہ تو ایک ایک کر کے ہم میں سے لوگوں کو اپنے اندر سمیٹتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے کمزور اور ہمارے غلام اس شخص کی بیعت میں آکر ہمارے بتوں کی پوجا کرنے کی بجائے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے بنتے چلے جا رہے ہیں۔ تو پھر کفار نے آپؐ کیلئے ہر منصوبہ بندی کی کہ کس طرح آپ کے پیغام کو، کام کو روکا جا سکتا ہے۔ آپ کے ماننے والوں پر ظلم و تعدی کی انتہا کر دی۔ آپؐ کے ماننے والوں میں نہ کوئی مرد ظالم کفار کے ہاتھوں محفوظ رہا اور نہ کوئی عورت۔ اسلام کی تاریخ میں دو اونٹوں سے ایک شخص کی ٹانگیں باندھ کر ان کو مخالف سمت دوڑا کر جسم کو چیرنے کا واقعہ ملتا ہے۔ وہ بھی ایک عورت تھی۔ باوجود اپنے بھیانک انجام کے سامنے دیکھنے کے اس پُر عزم عورت نے، توحید پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد کرنے والی عورت نے اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے اپنے جسم کو ظالمانہ طور پر چیرا جانا برداشت کر لیا، لیکن اپنے خدا سے بے وفائی نہیں کی۔ پھر مکہ میں ہی ظلم کی داستان کا ایک واقعہ ہمیں ملتا ہے، جب حضرت یاسر کے پورے خاندان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک دن ایسے ہی ظلم کا نشانہ بنتے ہوئے یہ خاندان جب اس میں سے گزر رہا تھا تو آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں اور ظالمانہ طریقے سے ان کو مارا جا رہا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا اے آلِ یاسر! صبر کرو، اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمہارے لئے مکان تعمیر کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس ظلم کے دوران ہی حضرت یاسرؓ تو شہید ہو گئے اور حضرت سمیہؓ جو آپ کی بیوی تھیں، ان کا بھی ظلم و تشدد کی وجہ سے بُرا حال تھا، نیم بیہوشی کی حالت تھی۔ اس حالت میں بھی ابو جہل نے ان پر ظالمانہ طور پر ایک نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ لے کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعے آپ کو دیا تھا، اس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ان کی یہ قربانی تاریخ اسلام میں نہایت آب و تاب سے چمک رہی ہے۔ اور جب بھی آپ تاریخ اسلام اٹھائیں گے ہر جگہ ان کی قربانی کا ذکر ہوتا ہے۔ عورت فطرتاً کمزور ہوتی ہے لیکن اسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں۔ توحید کے قیام و استحکام کیلئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے۔

پھر دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی کے دوران ہی شعبِ ابی طالب کا واقعہ پیش آیا جہاں آنحضرت ﷺ، حضرت خدیجہ اور آپ کے خاندان اور آپ کو ماننے والے اڑھائی سال تک وہ قربانیاں دیتے رہے جس میں مسلسل بھوک اور پیاس برداشت کرنی پڑی۔ بچے بھوک سے بلکتے رہے۔ مائیں بچوں کی حالت دیکھ کر بے چین اور پریشان تو ضرور تھیں، اپنے بچوں کو بھوک کی حالت میں دیکھ کر اور اس بھوک کی حالت کی وجہ سے قریب المرگ دیکھ کر غمزدہ تو ضرور تھیں، لیکن جس توحید کی دولت اور جس زندہ خدا کو وہ پا چکی تھیں اس سے بے وفائی اور منہ موڑنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ ثباتِ قدم اور استقامت کے پیکر اگر مرد تھے تو عورتیں بھی اس سے کم نہیں تھیں۔ پس قربانی اور ایمان میں مضبوطی کی ایک روح تھی جو اسلام نے مردوں اور عورتوں میں یکساں پیدا کر دی۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی اور اسلام کے پھیلنے کا ایک نیا دور شروع ہوا تو وہاں بھی دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور ایک فوج کے ساتھ مدینہ پر لشکر کشی کی، تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت عطا فرمائی کہ دشمنوں کے ان ظلموں کو روکنے کیلئے آپ کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت ہے، اور اب ان کا جواب سختی سے دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اب ان ظلموں کو نہ روکا گیا تو یہ ظلم بڑھتے بڑھتے ہر مذہب کے خلاف آگیں بھڑکائیں گے اور اس تعلیم کے خلاف جو خدائے واحد کی عبادت پر زور دیتی ہے یہ ظلم کرنے والے ہمیشہ تلوار اٹھاتے چلے جائیں گے۔ پس آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مدینہ پر حملہ کرنے والوں کے خلاف صف آرائی کی۔ پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑی گئی، اور پھر جب بھی دشمن کو موقع ملتا رہا، دشمن مسلمانوں کے خلاف جنگ کے شعلے بھڑکاتا رہا۔ مسلمان باوجود تعداد میں کم اور معمولی ہتھیاروں کے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور ان جنگوں میں بھی جو خالصتاً مَردوں کا کام ہے مسلمان عورتوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ان بہادر عورتوں نے اپنے فرض کو نبھایا اور خوب نبھایا، جو فرائض عمومی طور پر انجام دیئے ان میں فوجیوں کو، جو زخمی فوجی تھے لڑنے والے جو مسلمان تھے، ان کو پانی پلانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، شہیدوں اور زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اٹھا کر لانا، تیر اٹھا کر مردوں کو دینا تاکہ وہ چلائیں۔ اب ایک عورت جو بظاہر کمزور سمجھی جاتی ہے، ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے اور اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے ہوئے یہ کام انجام دے سکتی ہے، اس کے بغیر تو ناممکن ہے کہ وہ یہ کام سرانجام دے سکے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بعض واقعات میں بیان کروں گا بلکہ ایک واقعہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے جو میں نے اس وقت چنا ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ مردوں کی طرح تلوار بھی عورتوں نے چلائی۔ پھر فوجیوں کیلئے کھانے کا انتظام کرنا یہ بھی عورتوں کا کام تھا۔ شہیدوں کے لئے قبریں کھودنے میں مردوں کا ہاتھ بٹانا، یہ بھی عورتوں کا کام تھا۔ پھر فوج کو ہمت دلانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا، اس میں بھی عورتوں نے خوب کردار ادا کیا۔ لیکن کافر عورتوں کی طرح گانے گا کر اور غلط طریق سے ان کے جذبات ابھار کر نہیں بلکہ ان کو دینی غیرت دلا کر خود مرنے کیلئے آگے قدم بڑھا کر۔ پس اسلام کی تاریخ میں عورتوں کا ایک مقام ہے۔ جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں مسلمان عورتوں نے اپنا پورا کردار ادا کیا۔ ورنہ یہ ان کی زندگی کا مقصد نہیں تھا۔ وہ صحابیات ایسی تھیں جنہوں نے اس وقت کے ماحول کے مطابق جو نظامِ جماعت تھا اس کو بہترین مشورے بھی دیئے۔ ان صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے۔ عبادتوں کے معیار بھی قائم کئے۔ اپنے بچوں کی ایسی تربیت بھی کی جس سے ان میں احساس پیدا ہوا کہ ہم نے مذہب اور قوم کیلئے جان، مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنا ہے۔ اور اسکی قربانی دینی ہے اور اس کیلئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ پس صرف جنگی اور جاہلانہ مزاج ہونے کی وجہ سے وہ نڈر اور بہادر نہیں تھیں، بلکہ ایک مقصد کے حصول کیلئے، اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کیلئے انہوں نے یہ قدم اٹھایا۔ ان کو یہ احساس تھا کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے تلوار کا جہاد بند ہے، تو قلم کے جہاد کا آپ نے اعلان فرمایا۔ قلم کے جہاد کے ساتھ ساتھ آج کل الیکٹرانک میڈیا ہے، مختلف ذرائع ہیں جن کے ذریعے اسلام پر حملے کئے جاتے ہیں، احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں، قرآنِ کریم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج ان حملوں کی تعداد پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے، تو ان حملوں کو پسپا کرنے کیلئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے، وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور

صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ انٹرنیٹ اور فیس بک (Face Book) اور مختلف ویب سائٹس میں داخل ہونا اپنے مزے اور وقت گزاری اور فن (Fun) کیلئے نہ ہو بلکہ ایک درد کے ساتھ جس طرح قرونِ اولیٰ کی مسلمان عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کی اور اپنی جان تک اس مقصد کے حصول کیلئے لڑا دی، آج وہ جان لڑانے کا وقت ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو پاش پاش کرنے کا وقت ہے۔ لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اپنے آپ کو اس کام کیلئے جماعتی نظام کو پیش کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ بعض مثالیں ان جہاد کرنے والی عورتوں کی پیش کروں گا۔ ایک مثال جو عام ہے وہ مَیں نے لی ہے جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ پتہ لگے کہ کس طرح مستقل طور پر اسلام کے دفاع کیلئے وہ عورتیں کھڑی ہوتی تھیں۔ توحید کے قیام کیلئے جان کی قربانیاں پیش کرنے کی مثالیں تو آپ نے سن لیں، لیکن ایسی مثالیں بھی ہیں جن میں اسلام کے دفاع اور اس دین کے دفاع کیلئے جس نے توحید کا قیام کرنا ہے اور آنحضرت ﷺ کی حفاظت کیلئے اپنی جان لڑانی ہے، ان کا کیا کام ہے؟ اور کس طرح ان عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے اپنی جان لڑائی اور کس طرح وہ مضبوط چٹان بن کر کھڑی ہوئیں۔

حضور نے فرمایا: سب سے پہلے مَیں حضرت اُمّ عمّارہ ؓ کی مثال لیتا ہوں۔ حضرت امّ عمّارہ ؓ مدینہ کی عورتوں میں سے ان ابتدائی خوش نصیب عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے مکّہ جا کر بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حصہ لیا تھا۔ اس خوش نصیب قافلے میں 72 مرد اور دو عورتیں تھیں، اور ان میں سے ایک امّ عمّارہ نصیبہ ؓ بنت کعب اور دوسری امّ اسماء ؓ بنت عمرو بن عدی تھیں۔ حضرت امِ عمّارہ ؓ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ جب مَردوں سے بیعت لے لی گئی۔ تو میرے خاوند نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہ دو خواتین بھی بیعت کیلئے حاضر ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے ان کی بیعت بھی انہی شرائط پر قبول ہے جو ابھی مَیں نے مَردوں سے لی ہیں۔ عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تو بیعت نہیں ہوتی۔ ان کی بیعت ہو گئی۔ پھر آپ کے کارناموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ غزوہ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کے علاوہ تلوار کے بھی آپ نے وہ جوہر دکھلائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ رسولِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَیں اپنے دائیں بائیں اس وقت جس طرف بھی میری نظر اٹھتی تھی دیکھتا تھا تو امّ عمّارہ ؓ کو اپنا دفاع کرتے ہوئے مسلسل لڑتے ہوئے پاتا تھا۔ حضرت امّ عمّارہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ غزوہ اُحد میں ایک ایسا نازک ترین وقت بھی آیا کہ جب مسلمانوں کی ایک جلد بازی کی وجہ سے جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا۔ کہتی ہیں کہ مَیں اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں عبداللہ اور حبیب کے ہمراہ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے آپ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ اور کہتی ہیں کہ ہم ہر طرف سے ان حملوں کا جواب دینے لگے جو اس نازک صورتِ حال پر ہو رہے تھے۔ خاص طور پر آنحضرت ﷺ کی ذات کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ کہتی ہیں میرے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ اگر دشمن گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تو ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ بچ کر نہ جانے دیتے۔ کہتی ہیں کہ گھوڑے پر سوار دشمن نے مجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن مَیں نے اپنی ڈھال پر اس وار کو روک لیا اور وہ دشمن کچھ نہ کر سکا۔ اور جب وہ پیچھے مڑا تو مَیں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اس کے گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار ماری اور اس زوردار وار کی وجہ سے گھوڑے کی پیٹھ کٹ گئی اور اپنے سوار سمیت وہ نیچے گر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے بڑی بلند آواز سے ان کے بیٹے کو آواز دے کر فرمایا: عبداللہ بن امّ عمّارہ! اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ میرے پاس آیا اور پھر میری مدد سے ہم نے اس دشمن کا کام تمام کیا۔

اسی طرح ان کے بیٹے غزوہ احد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب دشمن کی طرف سے زوردار حملہ ہوا، مجاہدین بکھر گئے۔ مَیں اپنی والدہ کے ہمراہ رسولِ اقدس کے قریب ہوا اور آپ پر جس طرف سے بھی کوئی وار ہوتا ہم اسے روکتے اور اس جنگ میں حضرت اُمّ عمّارہ کے کندھے پر تلوار کا زخم آیا جس میں سے خون بہہ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کے کندھے پر مرہم پٹی کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ تمہارا پورا خاندان بڑا عظیم ہے اللہ تم پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔ اور ساتھ ہی یہ دعا بھی دی کہ الٰہی اس خاندان کو جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔ یہ دعا سن کر اس خاندان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور پہلے سے زیادہ جوش اور جذبہ کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کے دفاع میں مصروف ہو گئے۔ حضرت اُمّ عمّارہ ؓ نے اس جنگ میں یہ دیکھا کہ بیٹے کا ہاتھ بری طرح زخمی ہے تو اس کی پٹی کی اور اس کے بعد کہا کہ بیٹا جاؤ ہمت کرو اور دوبارہ دشمن پر حملہ کرو۔ ان زخموں کی وجہ سے بیٹھ نہیں جانا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر ان کی جرأت کی بڑی تعریف فرمائی۔ حضرت اُمّ عمّارہ ؓ آنحضرت ﷺ کے پاس کھڑی تھیں، تلوار ہاتھ میں تھی۔ وہ مشرک جس نے ان کے بیٹے کو زخمی کیا تھا جب دوبارہ سامنے آیا۔ جب رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا پھر سامنے آ گیا ہے۔ حضرت امّ عمّارہ ؓ نے اس کو دیکھتے ہی ایک وار کیا اس کی ٹانگ کٹ گئی اور جب وہ زمین پر گرا تو باقی مجاہدین نے اس کو پکڑ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر پھر ان کی بڑی تعریف فرمائی۔

حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ مَیں آنحضرت ﷺ سے خود یہ سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں نے غزوہ اُحد کے دن جب اپنے دائیں بائیں دیکھا تو حضرت اُمّ عمّارہ ؓ کو اپنے دفاع میں لڑتے ہوئے پایا۔ حضرت اُمّ عمّارہ ؓ کے جسم پر تقریباً بارہ زخم لگے جن میں کندھے کا زخم بہت گہرا تھا، جس کا علاج تقریباً ایک سال تک ہوتا رہا۔ حضرت اُمّ عمّارہ کے کندھے پر جس شخص نے تلوار کا وار کیا تھا وہ بڑا خطرناک وار تھا اس سے آپ بے ہوش بھی ہو گئیں تھیں، لیکن جب ہوش آیا تو پہلا سوال جو آپ ؓ نے پوچھا وہ یہی تھا کہ آنحضرت ﷺ کا کیا حال ہے؟ نہ اپنے بیٹوں کا پوچھا نہ اپنے خاوند کا پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ آپ ﷺ ہر طرح سے محفوظ ہیں تو بے ساختہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت امّ عمّارہ ؓ غزوہ حنین اور فتح مکہ کے علاوہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں بھی شامل تھیں۔ اور جنگِ یمامہ میں بھی شریک ہوئیں۔ اس جنگ میں لڑائی کے دوران ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا اس کے علاوہ بھی جسم پر گیارہ زخم آئے اور ان کا بیٹا اس میں شہید ہوا۔ اُمّ عمّارہ ؓ نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی اور اس سے پہلے جو بیعتِ رضوان لی گئی تھی اس میں بھی شامل تھیں۔ اس بیعت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں شامل سب لوگوں کو جنتی قرار دیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ عمرہ ادا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ معظّمہ کے قریب حدیبیہ مقام پر ہمیں روک لیا گیا۔ قریش نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان مکہ معظّمہ میں داخل ہوں۔ حضرت عثمان بن عفان ؓ کو سفیر بنا کر مکہ معظّمہ بھیجا گیا۔ ان کی واپسی میں تاخیر ہو گئی اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے۔ رسولِ اقدس ﷺ نے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر بیعت لینا شروع کر دی اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ کہتی ہیں کہ جس کے پاس کوئی ہتھیار تھا اس نے وہ تھام لیا۔ چونکہ یہ سفر عمرہ ادا کرنے کی نیت سے اختیار کیا گیا تھا۔ اس لئے بیشتر افراد کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ فرماتی ہیں کہ مَیں نے ایک لاٹھی پکڑ لی اور ایک چھری میرے پاس تھی وہ لے لی، اور اپنی کمر کے ساتھ اُڑس لی تا کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو میں اس سے لڑ سکوں۔

حضرت اُمّ عمّارہ ؓ نے غزوہ حنین میں بھی جرأت و شجاعت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ فرماتی ہیں کہ بنو ہوازن کا ایک شخص اونٹ پر سوار میدان میں جھنڈا لہراتا ہوا داخل ہوا۔ مَیں نے موقع پاتے ہی اونٹ کی پچھلی جانب زوردار وار کیا جس سے اونٹ لڑکھڑاتا ہوا اپنے سوار سمیت گِر پڑا اور اس کے گرتے ہوئے سوار پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اٹھ نہ سکا۔

ان کے بیٹے کو آنحضرت ﷺ نے اپنا نمائندہ بنا کر مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا۔ لیکن اس نے سفارتی آداب کو پامال کرتے ہوئے ایک ستون سے باندھ دیا اور بے ہودہ سوال کرنے کے بعد ان کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کر دیا۔ جب اُمّ عمّارہ کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو کمال صبر اور تحمل سے اس صدمے کو برداشت کیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے آپ کو بہت دعائیں دیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا تو اس جنگ میں آپ ؓ کا اپنا بازو بھی کٹ گیا تھا لیکن اپنا بازو کٹنے کا آپ کو اتنا غم نہیں تھا جتنا مسیلمہ کذّاب کے واصلِ جہنّم ہونے کی خوشی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ کے دورِ خلافت میں ایک روز حضرت عمر ؓ کے پاس بہت عمدہ چادریں لائی گئیں۔ ایک چادر بہت ہی اچھی قسم کی تھی اور بڑے سائز کی تھی۔ حضرت عمر ؓ کو مشورہ دیا گیا کہ یہ چادر عبداللہ بن عمر ؓ کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو دے دی جائے جو آپ کی بہو تھیں۔ آپ ؓ نے ارشاد فرمایا یہ چادر اس خاتون کو دی جائے گی جو صفیہ سے کہیں بہتر ہے۔ مَیں نے اس خاتون کی تعریف رسولِ اقدس ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنی ہے۔ اس کے بعد یہ چادر امّ عمّارہ کو عطا کی گئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف جنگیں ہی نہیں، آپ نے بیعت کے بعد فوری طور پر مدینہ میں آ کر تبلیغ اور تربیت کا بھی بہت کام کیا اور اس میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ پس امّ عمّارہ ؓ وہ ہیں جنہوں نے جرأت و بہادری کے عجیب نمونے دکھائے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کیلئے جنگ کی انتہائی خطرناک صورت میں جب آنحضرت ﷺ کے گرد چند مسلمان رہ گئے تھے، اپنے خاوند اور بیٹوں کے ساتھ مل کر بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اگر مَردوں میں حضرت طلحہ ؓ کی مثال دی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ پر آنے والا ہر تیر اُحد کے دن اپنے ہاتھ پر روکا تھا اور اُف بھی نہیں کرتا تھا اس لئے کہ کہیں اُف کرنے سے میرا ہاتھ ہل نہ جائے اور تیر آنحضرت ﷺ کو لگ جائے۔ تو حضرت امّ عمّارہ ؓ نے عورتوں کی نمائندگی میں آپ ﷺ کی حفاظت کا بھی حق ادا کر دیا۔ یہ سوچ لیا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہی میرا سب سے بڑا مقصد ہے۔ میرے بیٹے شہید ہوں، میرا خاوند شہید ہو مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے تو میں قربان ہو جاؤں لیکن مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہر حال حفاظت کرنی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی وجود ہمارے سامنے نہیں ہے تو آپ ﷺ کی ذات اور اسلام کی تعلیم آج بھی زندہ ہے۔ پس آج ہر عورت کا کام ہے کہ امّ عمّارہ ؓ بن کر آنحضرت ﷺ کی ذات اور اسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔ مَیں نے ایک اُمّ عمّارہ کی مثال دی ہے اسلام میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی اور بعد میں بھی ایسی خواتین پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی خاطر ہر قربانی کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جنگِ قادسیہ کے مختلف موقعوں پر عورتوں نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ پس آج جبکہ اسلام پر دنیا کے ہر کونے سے حملہ ہو رہا ہے۔ اور بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے خود بھی زمانے کے امام کی دشمنی کر کے ان حملوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ ہمیں ایک اُمّ عمّارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمّ عمّارہ کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کرنی ہے۔ پس نئے ذرائع ابلاغ، الیکٹرانک ذرائع کو استعمال کرنا آج کل کی نوجوان نسل کو زیادہ آتا ہے۔ پس نوجوان نسل سے بھی میں کہتا ہوں کہ آگے آئیں اور اس جہاد میں اتر جائیں۔ ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیں۔ جو واقفاتِ نو ہیں اپنے وقفِ نو کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ جو واقفاتِ نو نہیں ہیں وہ اپنے ایک احمدی اور سچا مسلمان ہونے کا حق ادا کریں۔ دین سیکھیں اور دین کو پھیلائیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کو بالکل پسِ پشت کر دیں۔ مخالفین کے اعتراض کوئی نئے نہیں ہیں۔ آج بھی وہی پرانے اعتراض ہیں جو ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ الفاظ کے ردّ و بدل کے ساتھ یہ پیش کر دیتے ہیں۔ اور ان سب کے جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیئے ہوئے ہیں۔ پس ہماری عورتوں اور لڑکیوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب یا اقتباسات جن کا انگلش میں ترجمہ میسر ہے، جن کو اردو پڑھنی نہیں آتی وہ انگلش میں پڑھیں اور کوشش کریں کہ اسکے علاوہ بھی علم حاصل کریں اور ان اعتراضات کے جوابات دیں جو آج اسلام پر اور آنحضرت ﷺ کی ذات پر ہو رہے ہیں۔ اور دشمن کے خلاف ایک ننگی تلوار بن کر کھڑی ہو جائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پھر مَیں ایک مثال پیش کرتا ہوں، حضرت امّ سلمہ ؓ کی۔ یہ بیعتِ رضوان میں شامل تھیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا یہ بیعت تھی جو حضرت عثمان ؓ کے شہید ہونے کی افواہ پر صلح حدیبیہ سے پہلے ہوئی۔ اور یہ وہ بیعت تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شامل لوگوں سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوا۔ کیونکہ

آج انہوں نے خدا تعالیٰ کی خاطر ایک نیا عہد کیا تھا۔ حضرت امّ سلمہؓ کی خصوصیات یہ تھیں۔ان میں بڑا صبر تھا، بڑا تحمل تھا، ایمان اور توکل اعلیٰ درجہ کا تھا۔تقویٰ اور خشیت الٰہی میں ترقی کرنے والی خاتون تھیں۔ عقل و دانش کی پیکر تھیں۔ ہمت بھی ان میں بڑی تھی۔ بہادر بھی بہت تھیں۔ فصاحت و بلاغت میں ان کا ممتاز مقام تھا اور عورتوں میں خطیبۃ النساء کے نام سے مشہور تھیں یعنی عورتوں کی بہترین مقررہ۔ انہوں نے جنگ میں بھی حصہ لیا۔جنگِ یرموک میں لاٹھی سے ہی، ڈنڈے سے ہی نو 9 رومیوں کو قتل کر دیا۔ گفتگو ان کی بڑی جچی تلی ہوتی تھی۔ جو بھی ان کی گفتگو سنتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ان کی گفتگو میں بڑی مٹھاس تھی۔ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ مشہور واقعہ جو ہے حدیث میں ہم سنتے ہیں جس میں انہوں نے عورتوں کے بارہ میں سوال کیا تھا کہ ان کا کیا مقام ہے؟ حاضر ہو کر جب انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ آج مَیں عورتوں کی نمائندہ بن کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں اور مَردوں دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ہم عورتوں کو بھی آپ پر ایمان لانے اور آپ کی پیروی اختیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ہم اپنے گھروں میں پابند ہیں۔اپنے خاوندوں کی خدمت گزاری میں محو رہتی ہیں۔اولاد کی پرورش کرنا اور گھر کی دیکھ بھال کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ مَرد حضرات جمعہ اور باجماعت نمازیں وغیرہ اور جنازے اور جہاد ہر جگہ شریک ہوتے ہیں۔اور ان نیکیوں کی وجہ سے ہم سے زیادہ فضائل حاصل کر لیتے ہیں۔ جب وہ جہاد کیلئے روانہ ہوتے ہیں تو ہم ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ! کیا اجر و ثواب میں ہم بھی ان کے برابر کی شریک ہیں؟ یہ اندازِ گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا اور آپ نے صحابہ سے کہا۔کیا کوئی اس سے زیادہ بہتر رنگ میں عورتوں کی نمائندگی کر سکتا ہے؟ تو صحابہ نے کہا کہ ایسا فصیح بیان تو ہم نے آج تک نہیں سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مخاطب کر فرمایا کہ ان خواتین کو جا کر میرا پیغام سنا دو جن کی نمائندہ بن کر تم یہاں آئی ہو کہ تمہارا اپنے خاوندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، ان کی خوشی کو پیشِ نظر رکھنا، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ وہ ایسی بلند مرتبہ عورت کو وہی اجر و ثواب دیتا ہے جس کا ذکر اس نے مَردوں کیلئے کیا ہے۔ پس یہ مرد بھی وہ خوش نصیب مرد تھے جو تقویٰ پر چلنے والے تھے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے تھے۔ جو اپنی بیویوں اور بچوں کے حقوق ادا کرنے والے تھے۔حضرت اسماء یہ پیغام سن کر خوشی سے واپس آئیں اور عورتوں کو جواب دیا۔ پس یہ تقویٰ پر چلنے والی بیویوں کا بھی رویہ ہے کہ ان کے اپنے سپرد جو کام ہیں ان کو وفا سے ادا کرنا۔اپنے فرائض کو وفا کے ساتھ ادا کرنا۔ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہترین رنگ میں توجہ دینا۔لڑکیوں کا کام ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینا۔صرف فیشن ہی پیشِ نظر نہ رہیں۔ایسی عورتیں ہیں، ایسی لڑکیاں ہیں جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کو راضی کریں، کس طرح ان عورتوں میں شامل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر ایک واقعہ ملتا ہے حضرت امّ ورقہؓ بنت عبداللہ کا۔قرآنِ کریم کی حافظ تھیں، عالمہ تھیں بڑی مدبرہ تھیں، علم و حکمت میں ترقی کرنے والی تھیں۔عبادت گزار تھیں۔ زہد و تقویٰ میں ترقی کرنے والی تھیں۔اور عبادت میں اتنی مشہور تھیں کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کرتی تھیں۔قرآنِ کریم کی تلاوت نہایت عمدہ لہجے میں کیا کرتی تھیں۔ قرآنِ کریم کی آیات پر غور اور تدبر اور سوچ اور فکر ان کی بہت گہری تھی۔ حضرت امّ ورقہ انصاریہ کے بارے میں لکھا ہے کہ غزوہ بدر کیلئے روانگی کا جب اعلان ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت امّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ مَیں زخمیوں کی مرہم پٹی، پیاسوں کو پانی پلانے کی خدمات سرانجام دوں گی۔ میری دلی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا کرے۔ یہ جذبہ اور شوق اور ولولہ دیکھ کر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھر میں رہو۔ اللہ تعالیٰ وہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر دے گا۔ یہ پیغام سن کر حضرت امّ ورقہؓ خوشی خوشی اپنے گھر آئیں۔اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ آپ کے گھر جاتے تھے کہتے تھے آؤ آج زندہ شہید کے گھر چلیں۔لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اس طرح بھی پوری ہوئی کہ ان کے دو غلام تھے اور ایک غلام اور ایک لونڈی تھی، ان کو آپ نے کہا تھا کہ جب مَیں وفات پا جاؤں گی تو مَیں تم لوگوں کو آزاد کر دوں گی۔ ان دونوں نے سوچا کہ ان کی عمر تو پتہ نہیں کتنی ہے۔ کب تک یہ زندہ رہیں گی اور کب ہمیں آزادی ملے گی۔ انہوں نے ایک دن موقع پا کر رات کو ان کو شہید کر دیا۔ اس طرح اپنے گھر میں شہید ہونے کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ بہرحال وہ بعد میں پکڑے گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر حضرت فاطمہ بنت خطابؓ ہیں جو اپنے بھائی کی رہنمائی اور ہدایت کا باعث بنیں۔ان کے اسلام لانے کا باعث بنیں۔ بھائی کی سختیوں کے باوجود، بھائی کے ہاتھوں لہولہان ہونے کے باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم سے ایک انچ بھی ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ آخر بھائی کو ہی ہتھیار ڈالنے پڑے اور قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم کو سن کر خود بھی اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ یہ حضرت عمرؓ کی بہن تھیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غرضیکہ ان صحابیات کے بے شمار واقعات ہیں جنہوں نے دین سے محبت، خدا سے محبت، اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت اور عشق کی داستانیں رقم کی ہیں۔ عبادتوں میں بھی ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی ہے۔ اور جسمانی جہاد میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ اپنے بچوں اور خاوندوں کو قربان کروا کر صبر اور حوصلے کے اعلیٰ معیار بھی قائم کئے ہیں۔ تبلیغِ دین میں بھی بھرپور حصہ لیا ہے۔ اور مسائل سیکھنے اور سکھانے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ ہی تھیں جنہوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ نصف دین سکھانے والی بن گئیں۔ غرض ہر میدان میں مسلمان عورت کا ایک کردار ہے اور ان عورتوں نے اپنے بچوں کے دلوں میں دین کی محبت اس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دی کہ وہ ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہو گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں، تبھی وہ اپنا عہد پورا کرنے والی کہلا سکتی ہیں، تبھی وہ اپنے عہد کا حق ادا کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔ وہ عورتیں جنہوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تربیت پائی انہوں نے بھی اپنی قربانیوں اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ان کی بھی بہت ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے ان مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لئے ٹارگٹ مقرر کرنے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں پہلے سے بڑھ کر ہمیں اس بارہ میں کوشش کی ضرورت ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی یہ روح تو قائم ہے لیکن ان پر توجہ اور اس ذکر کی ضرورت رہتی ہے تا کہ ہم میں سے اکثریت یہ قربانیاں کرنے والی اور عبادتیں کرنے والی اور اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے والی بن جائے۔ کہیں زمانے کے بہاؤ میں بہہ کر، زمانے کی لغویات میں بہہ کر ہماری نسلیں اس روح کو بھول نہ جائیں۔ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اس لئے قائم کی گئی تھی تا کہ اس تنظیم کے تحت عورتیں اپنی روحانی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں۔ اور اپنی اخلاقی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کیلئے بھی کوشش کرتی رہیں۔ اور توحید کے قیام کیلئے ہر قربانی دینے کیلئے نہ صرف یہ کہ تیار رہیں بلکہ قربانیاں دیتی چلی جائیں۔ اور اگلی نسلوں میں بھی یہ روح پھونکتی چلی جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جوش اور جذبہ پاکستان میں آج کل سخت حالات کی وجہ سے ابھرا تو ہے لیکن باہر کے ملکوں کیلئے یہ عارضی نہیں ہونا چاہئے۔ نہ صرف پاکستانی احمدیوں پر سخت حالات ہیں بلکہ اور بھی بہت سارے ممالک ہیں، انڈونیشیا ہے، بنگلہ دیش ہے بعض عرب کے ممالک ہیں جن میں سخت حالات ہیں۔ وہ تو ان حالات کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور پہلے سے زیادہ بڑھ کر اپنے اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے کی کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں میں دین میں مضبوطی پیدا ہوئی ہے۔ دین سے ایک خاص تعلق پیدا ہوا ہے۔ لیکن جو باہر کی رہنے والی ہیں ان کو بھی اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے اخلاص و وفا کے اس تعلق میں بڑھتی چلی جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اور اس مضمون کے خط مجھے مسلسل آ رہے ہیں کہ پاکستان میں حالات کی خرابی کی وجہ سے عورتوں کو مساجد میں آنا آج کل روکا ہوا ہے اور انکی، لجنہ کی تنظیم کی activities جو ہیں ان کو بڑا low profile میں رکھا ہوا ہے، بہت محدود کر دیا گیا ہے۔ تو کہتی ہیں کیا عورت کی جان مرد سے زیادہ قیمتی ہے، کیا عورت کو شہید ہونے کا حق نہیں ہے؟ ہمیں اپنی activities کرنے کی، آزادانہ طور پر activities کرنے کی آزادی اور اجازت دی جائے۔ اور اس کیلئے ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ ہماری جان بھی جاتی ہے تو چلی جائے۔ بلکہ یہ لکھتی ہیں کہ مرد تو شاید ہمارے سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ گھر کے کمانے والے ہیں لیکن بہرحال عورت کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اگلی نسلوں کی تربیت گاہ عورت ہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان عورتوں کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ عقل سے چلنا بھی بہت ضروری ہے۔ عورت کی عزت عصمت اور تقدس انتہائی ضروری چیز ہے۔ اور مردوں کا کام ہے کہ اسکی حفاظت کریں اس لئے یہ احتیاطیں ہم کر رہے ہیں لیکن جب ضرورت پڑے تو پھر عورت کو بھی خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ پھر وہی نمونے دکھانے چاہئیں جو نمونے ہمیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائے تھے۔ ان صحابیات نے دکھائے تھے۔ یا اس زمانہ میں بھی ہمیں بعض مثالیں اسکی ملتی ہیں۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی ''خولہ'' بن کر دکھائیں گی۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی ''امّ عمّارہ'' بن کر دکھائیں گی۔ اللہ کرے کہ یہ جذبے ہمیشہ زندہ رہیں۔ لیکن احتیاطیں جو کی جا رہی ہیں اس کی بہرحال پابندی کرنی ضروری ہے۔ یہاں جو آپ لوگ آزاد رہ رہے ہیں اپنی اس آزادی کو بھی اس طریق پر استعمال کریں کہ ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے۔ اور میں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ اس حفاظت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔ اپنے علم اور روحانیت میں اضافہ کرنا ہے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اسلام کا جھنڈا تمام دنیا پر نہ گاڑ لوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کریں۔

اس نہایت ہی دلگداز خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ حضور انور کا یہ خطاب انصار اللہ یوکے کی اجتماع گاہ میں بھی براہ راست سنا گیا اور وہ بھی اس اجتماعی دعا میں شامل ہوئے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 29 اکتوبر 2010)

بقیہ نبیوں کا سردار از صفحہ نمبر 9

نہیں کر سکتے تھے لیکن باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی حفاظت کو مقدم سمجھا اور جیسا کہ اُوپر لکھا جا چکا ہے بارہ سَو سپاہیوں میں سے پانچ سَو کو عورتوں کی حفاظت کیلئے شہر میں مقرر کر دیا اور خندق کی حفاظت اور اٹھارہ بیس ہزار لشکر کے مقابلہ کیلئے صرف سات سَو سپاہی رہ گئے۔ اِس حالت میں بعض مسلمان گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! حالات نہایت خطرناک ہو گئے ہیں۔ اب بظاہر مدینہ کے بچنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی، آپ اِس وقت خدا تعالیٰ سے خاص طور پر دعا کریں اور ہمیں بھی کوئی دعا سکھلائیں جس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا فضل ہم پر نازل ہو۔ آپ نے فرمایا تم لوگ گھبراؤ نہیں تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرو کہ تمہاری کمزوریوں پر وہ پردہ ڈالے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور گھبراہٹ کو دور فرمائے۔ اور پھر آپ نے خود بھی اس طرح دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ اور اسی طرح یہ دعا فرمائی۔ یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ اکْشِفْ ھَمِّیْ وَ غَمِّیْ وَ کَرْبِیْ فَاِنَّکَ تَرٰی مَا نَزَلَ بِیْ وَ بِاَصْحَابِیْ اے اللہ! جس نے قرآن کریم مجھ پر نازل کیا ہے جو بہت جلدی اپنے بندوں سے حساب لے سکتا ہے یہ گروہ جو جمع ہو کر آئے ہیں اِن کو شکست دے۔ اے اللہ! میں پھر عرض کرتا ہوں کہ تو انہیں شکست دے اور ہمیں اِن پر غلبہ دے اور اُن کے ارادوں کو متزلزل کر دے۔ اے دردمندوں کی دعا سننے والے! اے گھبراہٹ میں مبتلا لوگوں کی پکار کا جواب دینے والے! میرے غم اور میری فکر اور میری گھبراہٹ کو دُور کر کیونکہ تو اِن مصائب کو جانتا ہے جو مجھے اور میرے ساتھیوں کو درپیش ہیں۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردار، صفحہ 119 تا 126، مطبوعہ قادیان 2014ء)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 9 اکتوبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جنگ یرموک کی کیا تفصیلات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یرموک شام کے نواحی علاقے میں ایک وادی کا نام ہے۔ اس وجہ سے اس جنگ کا نام جنگ یرموک پڑا۔ 15 ہجری میں شام میں سب سے بڑا معرکہ یرموک کی وادی میں دریائے یرموک کے کنارے ہوا۔ رومی لوگ بَاھَانْ کی قیادت میں اڑھائی لاکھ کے قریب جنگجو میدان میں لائے جبکہ مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی جن میں ایک ہزار صحابہ رسولؐ تھے اور ان میں ایک سو کے قریب بدری صحابہ تھے۔

سوال جب مسلمانوں نے عارضی طور پر حمص سے اپنی فوجوں کو واپس بلایا تو وہاں کے عیسائیوں نے ان سے کس محبت کا اظہار کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب مسلمانوں نے عارضی طور پر حمص سے اپنی فوجوں کو واپس بلایا اور وہاں کے عیسائیوں سے کہا کہ چونکہ ہم عارضی طور پر تمہاری حفاظت سے دست کش ہو رہے ہیں لہٰذا تمہارا جزیہ تمہیں واپس کیا جاتا ہے۔ جب یہ رقم انہیں واپس کی گئی تو عیسائی مسلمانوں کی حقیقت پسندی اور انصاف کی وجہ سے روتے تھے اور گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر دعائیں کرتے تھے کہ اے رحم دل مسلمان حکمرانو! خدا تمہیں پھر واپس لائے۔

سوال مسلمانوں کے حمص سے پیچھے ہٹنے پر رُومیوں نے کیا کِیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کے حمص سے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے رومیوں کی ہمت اَور بھی بڑھ گئی اور وہ ایک عظیم لشکر کے ساتھ یرموک پہنچ کر مسلمانوں کے مقابلے پر خیمہ زن ہوئے لیکن دل میں وہ مسلمانوں کے جوشِ ایمانی سے خائف بھی تھے اس لیے صلح کے بھی متمنّی تھے، کوشش کر رہے تھے کہ صلح بھی ہو جائے۔

سوال رومیوں نے کس شخص کو مسلمانوں کے پاس قاصد بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رومیوں کے سپہ سالار بَاھَان نے جارج نامی رومی قاصد کو اسلامی لشکر کی طرف بھیجا۔ جب وہ اسلامی لشکر میں پہنچا تو مسلمان مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے۔ اس نے مسلمانوں کو خشوع و خضوع اور خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتے دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ وہ حضرت ابو عبیدہؓ کی تبلیغ سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

سوال حضرت ابو عبیدہ نے جنگ سے پہلے مسلمان خواتین سے کیا خطاب کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوعبیدہؓ نے مسلمان خواتین کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے مجاہدات! خیموں کی چوبیں اکھاڑ کر ہاتھوں میں لے لو۔ پتھروں سے اپنی جھولیاں بھر لو اور مسلمانوں کو قتال کی ترغیب دو۔ ان کو کہو آج تمہارا مقابلہ ہے اور تم نے پیٹھ نہیں دکھانی۔ اگر کامیاب ہوتا دیکھو تو اپنی جگہ پر ہی بیٹھی رہنا۔ اگر دیکھو کہ مسلمان پیچھے ہٹ رہے ہیں تو ان کے مونہوں پر چوبیں مارنا اور پتھر برسا کر انہیں میدان جنگ میں واپس بھیجنا اور اپنے بچے اوپر اٹھا لو اور ان سے کہنا کہ جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور اسلام کی خاطر جانیں دو۔

سوال حضرت ابوعبیدہؓ نے اس موقع پر مردوں سے کیا خطاب کیا؟

جواب حضرت ابوعبیدہ نے مردوں سے خطاب فرمایا کہ خدا کی مدد کیلئے آگے بڑھو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات عطا کریگا۔ صبر کرو کہ صبر ہی کفر سے نجات کا ذریعہ، خدا کو راضی کرنیکا سبب اور عار کو دھونے والا ہے۔ اپنی صفوں کو مت توڑنا، لڑائی کی ابتدا تم نہ کرنا، نیزوں کو تان لو، ڈھالوں کو سنبھال لو اور زبانوں کو خدا کے ذکر سے تر رکھو تا خدا اپنی منشا کو پورا کرے۔ لڑائی کی ابتدا نہیں کرنی لیکن جب جنگ ہو جائے تو پھر پیٹھ نہیں دکھانی۔

سوال عیسائیوں نے اس جنگ میں مخفی طور پر کس بات کا پتہ لگا لیا تھا اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو کیا نقصان ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عیسائیوں نے مخفی طور پر یہ پتہ کرا لیا تھا کہ مسلمانوں میں صحابی کون کون سے ہیں اور انہوں نے اپنے کچھ تیرانداز ایک ٹیلے پر بٹھا دیئے اور انہیں ہدایت کر دی کہ وہ اپنے تیروں سے خصوصیت کے ساتھ صحابہ کو نشانہ بنائیں۔ وہ جانتے تھے کہ جب بڑے بڑے لوگ مارے گئے تو باقی فوج کے دل خودبخود ٹوٹ جائیں گے اور وہ میدان سے بھاگ جائیں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کئی صحابہ مارے بھی گئے اور کئی کی آنکھیں بھی ضائع ہو گئیں۔

سوال اس موقع پر حضرت عکرمہ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے کس بات کی اجازت مانگی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عکرمہ نے عرض کی کہ صحابہ بہت بڑی خدمات کر چکے ہیں۔ اب ہم جو بعد میں آئے ہیں ہمیں ثواب حاصل کرنے کا موقع دیا جائے۔ ہم لشکر کے قلب میں یعنی درمیان والے حصہ میں حملہ کریں گے اور عیسائی جرنیلوں کو مار ڈالیں گے۔

سوال جب حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عکرمہ کو اجازت دے دی تو انہوں نے کیا کِیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عکرمہؓ نے 40 نوجوانوں کے ساتھ لشکر کے مرکزی حصے پر حملہ کیا اور اسے شکست دے دی لیکن اس لڑائی میں ان میں سے اکثر نوجوان شہید ہو گئے۔

سوال حضور انور نے مسلمانوں کے جذبۂ ایثار اور قربانی کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جنگ کے بعد مسلمانوں نے عکرمہؓ اور ان کے ساتھیوں کو تلاش کیا تو کیا دیکھا کہ ان میں سے بارہ شدید زخمی ہیں۔ ایک سپاہی ان کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے عکرمہ! پانی پی لو۔ عکرمہؓ نے منہ پھیر کر دیکھا تو پاس ہی حضرت عباسؓ کے بیٹے حضرت فضلؓ زخمی حالت میں تھے۔ عکرمہؓ نے کہا پہلے انہیں پانی پلا لو۔ وہ حضرت فضلؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے اگلے زخمی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اس زخمی کے پاس گیا تو اس نے اگلے زخمی کی طرف اشارہ کیا۔ اس طرح وہ جس سپاہی کے پاس جاتا وہ اسے دوسرے کے پاس بھیج دیتا اور کوئی نہ پیتا جب وہ آخری زخمی کے پاس پہنچا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ وہ واپس دوسرے کی طرف آیا یہاں تک کہ عکرمہ تک پہنچا مگر وہ سب فوت ہو چکے تھے۔

سوال حضرت ابوعبیدہؓ نے شام کے لوگوں کے لیے کیا کیا فلاحی کام کیے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوعبیدہؓ بن جَرّاح نے ان میں عدل و مساوات قائم کیا۔ داخلی امن و سکون بحال کیا۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی دی اور اس اسلامی روح کو جاری کیا کہ تمام لوگ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور سب بھائی بھائی ہیں اور ان میں انسان ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

سوال حضور انور نے حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولید کی آپسی محبت اور احترام کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب جنگ یرموک میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تو حضرت خالد کا لشکر عراق واپس جانے لگا۔ جب حضرت خالدؓ روانہ ہونے لگے تو انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ اس امّت کے امین تمہارے والی ہیں یعنی حضرت ابوعبیدہؓ۔ اس پر ابوعبیدہؓ نے فرمایا مَیں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ خالد بن ولید خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

سوال بیت المقدس کی جنگ کے موقع پر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو کس حال میں پایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدہؓ کی قیام گاہ پر تشریف لائے۔ گھر پہنچ کر دیکھا کہ وہاں صرف ایک تلوار، ڈھال، چٹائی اور ایک پیالے کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوعبیدہؓ! کچھ سامان بھی مہیا کر لیتے۔ گھر میں کچھ تو سامان رکھنا چاہئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے عرض کی یا امیر المومنین! یہ ہمیں آسائش کی طرف مائل کر دے گا۔ اس لیے مَیں نہیں چاہتا کہ ایسی چیزیں رکھوں۔

سوال طاعون عمواس کسے کہتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عَمْوَاس رملہ سے بیت المقدس کے راستے پر چھ میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے۔ اسے طاعون عمواس اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں سے اس مرض کا آغاز ہوا تھا۔ اس مرض سے شام میں لاتعداد اموات ہوئیں۔ بعض کے نزدیک اس سے پچیس ہزار کے قریب اموات ہوئیں۔

سوال آنحضرتؐ نے کن کن لوگوں کو شہید کہا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوعبیدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو طاعون سے مرے وہ شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری سے مرے وہ شہید ہے۔ جو ڈوب کر مرے وہ شہید ہے اور جو چھت کے گرنے سے دب کر مر جائے وہ شہید ہے۔

سوال حضرت ابو عبیدہ نے اپنی وفات کے وقت کیا وصیت کی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابوعبیدہؓ نے وصیت کی کہ نماز کو قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ صدقہ دیتے رہنا۔ حج کرنا۔ عمرہ کرنا۔ ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی تاکید کرنا۔ اپنے امراء سے خیر خواہی کرنا۔ انہیں دھوکا نہ دینا۔ دیکھو تمہیں عورتیں تمہارے فرائض سے غافل نہ کر دیں۔ ہر شخص مرے گا۔ عقلمند وہ ہے جو موت کیلئے تیار رہتا ہے اور اس دن کیلئے تیاری کرتا ہے۔

★...★...★

دسویں شرطِ بیعت کی روشنی میں طاعت در معروف کی نہایت لطیف تشریح

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19 ستمبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرائط بیعت کی دسویں شرط کیا بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دسویں شرط یہ ہے۔ ’’یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔‘‘

سوال دسویں شرط بیعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے کیا عہد لیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس شرط میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ ہم سے اس بات کا عہد لے رہے ہیں کہ گو کہ اس نظام میں شامل ہو کر ایک بھائی چارے کا رشتہ مجھ سے قائم کر رہے ہو لیکن یہاں جو محبت اور بھائی چارے کا رشتہ قائم ہو رہا ہے یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہاں برابری کا تعلق اور رشتہ قائم نہیں ہو رہا بلکہ تم اقرار کر رہے ہو کہ آنے والے مسیح کو ماننے کا خدا اور رسول کا حکم ہے۔

سوال بیعت میں شامل ہونے کے بعد ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے، ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔ اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔

سوال نظام جماعت اور معروف، غیر معروف کے متعلق حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: خود بخود معروف اور غیر معروف فیصلوں کی تعریف میں نہ پڑیں۔ غیر معروف وہ ہے جو واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہے۔ جگہ جگہ بیٹھ کر کسی کو نظام کے خلاف بولنے کا کوئی حق نہیں۔ تمہارا کام صرف اطاعت کرنا ہے

سوال حضور انور نے معروف اور غیر معروف احکامات کی حقیقت واضح کرنے کے لیے کون سی حدیث پیش کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا۔ اس شخص نے آگ جلوائی اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آگ میں کود جائیں۔ بعض لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہم تو آگ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ افراد آگ میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔ نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے رنگ میں کوئی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف معروف امور میں ضروری ہے۔

سوال حضور انور نے حضرت خالد بن ولید کا اطاعت کا کیا

واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک جنگ کے دوران حضرت عمرؓ نے جنگ کی کمان حضرت خالدؓ بن ولید سے لے کر حضرت ابو عبیدہؓ کے سپرد کردی تھی۔ تو حضرت ابوعبیدہ نے اس خیال سے کہ خالدؓ بن ولید بہت عمدگی سے کام کررہے ہیں ان سے چارج نہ لیا۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ علم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے تو آپ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ چونکہ خلیفۂ وقت کا حکم ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس کی تعمیل کریں مجھے ذرا بھی پروا نہیں ہوگی کہ مَیں آپ کے ماتحت رہ کر کام کروں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی پیروی میں کیا مقام حاصل کیا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سید و مولیٰ، فخر الانبیاء، خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ کی سچی اور کامل پیروی کے بعد سب سے پہلے دل میں کیا بات پیدا ہوتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: وہ کیا چیز ہے جو سچی اور کامل پیروی آنحضرت ﷺ کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے اور پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔

سوال جب انسان سچے دل سے خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر کیا فضل فرماتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نُور اس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے...... تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے۔ خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اس کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کا کیا مقام اور کام بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: روایت ہے کہ خبردار رہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا۔ صلیب کو پاش پاش کرے گا یعنی صلیبی عقیدے کو پاش پاش کردے گا اور جزیہ ختم کردے گا۔ یاد رکھو جسے بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے۔

سوال حضور انور نے اس حدیث کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود منصف مزاج حاکم ہوگا۔ جس نے عدل کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ آنے والا مسیح اپنے آقا اور مطاع کی پیروی میں دلائل سے قائل کرے گا اور دلائل سے ہی صلیبی عقیدے کا قلع قمع کرے گا۔ دجال کو قتل کرنے سے یہی مراد ہے کہ دجالی فتنوں سے امت کو بچائے گا۔ پھر چونکہ مذہبی جنگوں کا رواج ہی نہیں رہے گا اس لئے ظاہر ہے کہ جزیہ کا بھی رواج اٹھ جائے گا۔ اور مسلمان اس مسیح کو سلام پہنچانے کی بجائے آنے والے مسیح کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ ہی انہیں عقل دے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے حاکم کی اطاعت کے متعلق کیا تاکید فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔

سوال صحابہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کس نکتہ پر کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس نکتہ پر کی کہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ ہمیں پسند ہو یا ناپسند۔ ہم جہاں کہیں بھی ہوں کسی امر کے حقدار سے جھگڑا نہیں کریں گے، حق پر قائم رہیں گے یا حق بات ہی کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

سوال جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کس حال میں ملے گا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی اور نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لوگوں کو کیا اخلاقی تعلیم دی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: فتنہ کی بات نہ کرو۔ شر نہ کرو۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔ جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کرکے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جاوے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے کسے اپنا دوست قرار دیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔

★...★...★

زکوٰۃ ایک اہم فریضہ

احباب جماعت کو علم ہے کہ قرآن کریم میں نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا حکم ہے اس لئے تمام صاحب نصاب احباب و مستورات سے درخواست ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کی بجا آوری کی طرف توجہ فرمائیں۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو ہر صاحب نصاب پر فرض ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اَے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔‘‘ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

زیورات کی زکوٰۃ کے بارہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’جو زیور پہنا جائے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کیلئے دیا جائے، بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی کچھ زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کیلئے نہ دیا جائے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ اسی پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔‘‘ (الحکم 17/نومبر 1905ء صفحہ 11)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ٹیکس جسے زکوٰۃ کہتے ہیں آمدن پر نہیں ہے بلکہ سرمایہ اور نفع سب کو ملا کر اس پر لگایا جاتا ہے اور اس طرح اڑھائی فیصد درحقیقت بعض دفعہ نفع کا پچاس فیصدی بن جاتا ہے۔‘‘ (احمدیت یعنی حقیقی اسلام، انوار العلوم، جلد 8، صفحہ 306)

زیورات اور نقد روپئے کے نصاب زکوٰۃ کے تعلق سے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ: ’’چاندی کیلئے چاندی والا اور سونے کیلئے سونے والا وہی نصاب ہوگا جو آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں حضور ﷺ نے خود رائج فرمایا تھا اور جہاں تک نقد روپئے کیلئے نصاب زکوٰۃ کی بات ہے تو اس وقت دنیا کی اکثریت سونے کو ہی معیارِ زر اپنائے ہوئے ہے اس لئے نقد روپئے کی زکوٰۃ میں بھی سونے کو ہی معیار سمجھا جائیگا۔‘‘ (مکتوب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنام صدر مجلس افتاء)

آنحضرت ﷺ نے چاندی کیلئے ساڑھے باون (52.5) تولہ اور سونے کیلئے ساڑھے سات (7.5) تولہ نصاب مقرر فرمایا ہے۔ جس کے پاس ساڑھے باون (52.5) تولہ (612 گرام) چاندی موجود ہے اور اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے تو اس پر 1/40 حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ اسی طرح جس کے پاس ساڑھے سات (7.5) تولہ (87 گرام) سونا موجود ہو یا اس کے مساوی نقد رقم موجود ہو اور اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے اس پر بھی حسب شرح 1/40 حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

زکوٰۃ کی جملہ وصول شدہ رقم مرکز بھجوانی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کو ادا کرنے کی توفیق دے اور تمام افراد جماعت کے اموال و نفوس میں برکت عطا کرے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

جلسہ سالانہ قادیان 2020ء منسوخ کردیا گیا ہے

جملہ عہدیداران و احباب جماعت احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان جو 25 تا 27/دسمبر 2020ء کی تاریخوں میں منعقد ہونا تھا ملک میں کورونا وباء کی موجودہ صورتحال، آمد و رفت کی دقتوں اور دیگر پابندیوں کے مدنظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر منسوخ کردیا گیا ہے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

دعائے مغفرت

مکرم علی محمد پنڈت صاحب جماعت احمدیہ آسنور مورخہ 9/جولائی 2020 بقضائے الٰہی بعمر 74 سال اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک نیک دل، خلافت احمدیہ سے پیار کرنے والے، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور موصی تھے۔ مرحوم کو زعیم انصار اللہ آسنور کے طور پر خدمت کا موقعہ ملا۔ قارئین بدر سے مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (راجہ جمیل، انسپکٹر ہفت روزہ اخبار بدر)

تصحیح

اخبار بدر 5/نومبر 2020 (شمارہ 45) صفحہ 19 پر مکرم سیّد فضل منعم صاحب ولد مکرم مولوی سید فضل عمر کٹکی صاحب مرحوم کی دعائے مغفرت شائع ہوئی تھی جس میں مرحوم کے تایا محترم سید محمد سرور صاحب کے ذکر میں ان کا عہدہ سہواً ’’سابق صدر صدر انجمن احمدیہ‘‘ لکھا گیا ہے جبکہ موصوف ممبر صدر انجمن احمدیہ رہے ہیں۔ احباب درستی فرمالیں۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10171: میں عمران احمد خان ولد مکرم فرقان احمد خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دارالانوار شالی (نزد آسٹریلیا گیسٹ ہاؤس) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 ستمبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مکان 5 مرلہ زمین پر مشتمل بمقام قادیان۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/16000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد خادم العبد: عمران احمد خان گواہ: سید فرقان علی

مسل نمبر 10172: میں سعدیہ حمید بنت مکرم عبدالحمید قمر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن بیت الحمد کالونی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اکتوبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیراز احمد الامۃ: سعدیہ حمید گواہ: بشیر الدین

مسل نمبر 10173: میں عارفہ قمر بنت مکرم عبدالحمید قمر صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن بیت الحمد کالونی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اکتوبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیراز احمد الامۃ: عارفہ قمر گواہ: بشیر الدین

مسل نمبر 10174: میں سجیلہ شکیل بنت مکرم عبدالشکیل صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن العافیت ہاؤس ڈاکخانہ کوڈیاتھور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ستمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ہانیہ شکیل الامۃ: سجیلہ شکیل گواہ: ہدایت اللہ خان ثقفی

مسل نمبر 10175: میں ایس ایم فاطمہ زوجہ مکرم مولوی کے محمد سلیم صاحب معلم سلسلہ، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن ایس ایم فاطمہ (کوناچیری ہاؤس) ڈاکخانہ تھیرو ویزم کونضلع الانلور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اکتوبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 64 گرام 22 کیریٹ بصورت حق مہر۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے محمد سلیم خادم سلسلہ الامۃ: ایس ایم فاطمہ گواہ: کے عبدالسلام معلم سلسلہ

مسل نمبر 10176: میں بشریٰ سمیرا بنت مکرم منیر احمد مالاباری صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ناصر آباد ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 اکتوبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیراز احمد الامۃ: بشریٰ سمیرا گواہ: بشیر الدین

مسل نمبر 10177: میں رخسانہ پروین زوجہ مکرم عطاء الحئی قاضی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ نور ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی کانٹے 4.880 گرام، ایک انگوٹھی 3.780 گرام، ایک لانگ 0.340 گرام (22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک سیٹ 74 گرام، حق مہر -/15,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4235 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عطاء الحئی قاضی الامۃ: رخسانہ پروین گواہ: عبدالمناف

مسل نمبر 10178: میں فرزانہ پروین بنت مکرم محمد اخلاق صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 31 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ نور ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 جولائی 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عطاء الحئی قاضی الامۃ: فرزانہ پروین گواہ: عبدالمناف

مسل نمبر 10179: میں اظہر معشوق ولد مکرم عاشق تھوٹن صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، ساکن آشواس ڈاکخانہ کاٹالائی ضلع کنور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 اکتوبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فضل احمد العبد: اظہر معشوق گواہ: عاشق تھوٹن

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

ہے کہ قرآن کریم کی مکی سورتوں میں جنت میں عورتوں کا ذکر کثرت سے اور زیادہ جوش سے کیا گیا ہے لیکن مدنی سورتوں میں صرف دو دفعہ اور نہایت مختصر الفاظ میں جو یہ ہیں کہ مومنوں کو جنت میں پاک بیویاں ملیں گی ذکر کیا گیا ہے اس سے (نعوذ باللہ من ذالک) یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ مکہ میں آپ کی صرف ایک بیوی تھی اور وہ بھی عمر میں بڑی اس لئے محمد صاحب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو عورتوں کا خیال زیادہ آتا تھا مگر مدینہ میں چونکہ یہ خواہش پوری ہوگئی اور کئی جوان بیویاں مل گئیں یہ خیال کم ہوگیا۔

سرولیم نے جو اعتراض کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ قرآنی آئینہ میں اپنا منہ دیکھا ہے اور ریورنڈ وہیری نے پادریوں کے روایتی تعصب کو قائم کیا ہے۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم یافتہ کہلاتے ہوئے اور تہذیب کا دعویٰ کرتے ہوئے کروڑوں انسانوں کے پیشواؤں پر قیاسی باتوں کی بناء پر کس طرح حملہ کر دیتے ہیں حالانکہ خود ان لوگوں کے اخلاق اس قدر گرے ہوئے اور ذلیل ہوتے ہیں کہ انسانیت کو ان سے شرم آتی ہے۔ ان کی یہ جرأت محض اس وجہ سے ہے کہ اس وقت عیسائیوں کو حکومت حاصل ہے اور ان کو یہ شرم بھی نہیں آتی کہ جب مسلمان دُنیا پر حاکم تھے اور مسیحیوں کا اس سے بھی پتلا حال تھا کہ جو اس وقت مسلمانوں کا مسیحیوں کے مقابل پر ہے اس وقت بھی مسلمانوں نے یسوع ناصری کے بارہ میں سخت الفاظ کبھی استعمال نہیں کئے مسلمانوں نے ہزار سال تک مسیحی ممالک پر حکومت کر کے اُن کے سردار کی جس عزت کا اظہار کیا کاش مسیحی لوگ دو تین سو سال کی حکومت پر ایسے مغرور نہ ہو جاتے کہ اس نبیوں کے سردارؐ پر اس طرح درندوں کی طرح حملے کرتے اور مسلمانوں کے اس احسان کا کچھ تو خیال کرتے کہ انہوں نے یسوع کے خلاف کبھی جارحانہ قدم نہیں اٹھایا ورنہ حق یہ ہے کہ مسلمان یسوع کی نسبت اس سے بہت زیادہ کہہ سکتے ہیں جو مسیحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے ہیں۔

(تفسیر کبیر، جلد 1 صفحہ 252 مطبوعہ قادیان 2010)

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 69 Thursday 26 - November - 2020 Issue. 48

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام حضرت عوف بن حارثؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20 ؍نومبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابی کا پہلے ذکر ہوگا ان کا نام ہے حضرت عوف بن حارثؓ بن رفاعہ انصاری۔ آپ کا تعلق انصار کے قبیلہ بنونجار سے تھا۔ حضرت معاذ اور حضرت مُعَوِّذ حضرت عوف کے بھائی تھے۔ حضرت عوف انصار کے ان چھ افراد میں شامل تھے جنہوں نے سب سے پہلے مکہ آکر بیعت کی۔ آپ بیعت عقبہ میں بھی شامل تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو حضرت اسعد بن زرارہ اور حضرت عمارہ بن حزم کے ساتھ مل کر بنو مالک بن نجار کے بت توڑے۔ غزوہ بدر کے دن جب جنگ جاری تھی تو حضرت عوف بن حارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی کس بات سے زیادہ خوش ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بات سے کہ اس کا ہاتھ جنگ میں مصروف ہو اور زرہ کے بغیر بےخوف لڑ رہا ہو۔ اس پر حضرت عوف بن عفراء نے اپنی زرہ اتار دی اور آگے بڑھ کر لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

اگلے صحابی جن کا ذکر ہے وہ ہیں حضرت ابوایوب انصاری۔ حضرت ابوایوب انصاری کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنونجار سے تھا۔ حضرت ابوایوب انصاری کو عقبہ ثانیہ کے موقع پر ستر انصار کے ہمراہ بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ مسجد نبوی اور اپنے گھروں کی تعمیر تک حضرت ابوایوب انصاری کے گھر میں قیام فرما رہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوئے ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ آپ اسکے گھر میں ٹھہریں جس جس گلی میں سے آپکی اونٹنی گزرتی تھی اس گلی کے خاندان اپنے گھروں کے آگے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے تھے اور کہتے تھے یا رسول اللہ یہ ہمارا گھر ہے اور یہ ہمارا مال ہے اور یہ ہماری جانیں ہیں جو آپ کی خدمت کیلئے حاضر ہیں یا رسول اللہ ہم آپ کی حفاظت کرنے کے قابل ہیں آپ ہمارے ہی پاس ٹھہریں۔ بعض لوگ جوش میں آگے بڑھتے اور آپ کی اونٹنی کی باگ پکڑ لیتے تاکہ آپ کو اپنے گھر میں اتروالیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو یہی جواب دیتے کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ آج خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے یہ وہیں کھڑی ہوگی جہاں خدا تعالیٰ کا منشاء ہوگا آخر مدینہ کے ایک سرے پر بنو نجار کے یتیموں کی ایک زمین کے پاس جا کر اونٹنی ٹھہر گئی۔ آپ نے اس جگہ پر مسجد اور اپنے مکانات بنانے کا فیصلہ کیا۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے قریب گھر کس کا ہے۔ ابوایوب انصاری آگے بڑھے اور کہا یا رسول اللہ میرا گھر سب سے قریب ہے اور آپ کی خدمت کیلئے حاضر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا گھر جاؤ اور ہمارے لئے کوئی کمرہ تیار کرو۔ ابوایوب کا مکان دو منزلہ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اوپر کی منزل تجویز کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ ملنے والوں کو تکلیف ہوگی نچلی منزل پسند فرمائی۔ انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جو شدید محبت پیدا ہو گئی تھی اس کا مظاہرہ اس موقع پر بھی ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر حضرت ابوایوب مان تو گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں ٹھہریں لیکن ساری رات میاں بیوی اس خیال سے جاگتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نیچے سو رہے ہیں پھر وہ کس طرح اس بےادبی کے مرتکب ہو سکتے ہیں کہ وہ چھت کے اوپر سوئیں۔ یہ محبت کا ایک اظہار تھا۔ رات کو ایک برتن پانی کا گر گیا تو اس خیال سے کہ چھت کے نیچے پانی نہ ٹپک پڑے حضرت ابوایوب نے دوڑ کر اپنا لحاف اس پانی پر ڈال کر پانی کی رطوبت کو خشک کیا۔ صبح کے وقت پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارے حالات عرض کئے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر جانا منظور فرمالیا۔

روایت میں ہے کہ ایک رات حضرت ابوایوب بیدار ہوئے اور کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے اوپر چلتے ہیں پس وہ ایک طرف ہٹ گئے اور ایک کونے میں رات گزاری پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نچلے حصہ میں زیادہ سہولت ہے انہوں نے کہا میں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ ہوں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر منتقل ہو گئے اور حضرت ابوایوب نیچے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا بناتے تھے اور جب وہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کے پاس واپس لایا جاتا تو وہیں سے کھاتے جہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ آپ کیلئے کھانا تیار کیا جس میں لہسن تھا آنحضرت ﷺ نے کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابوایوب گھبرا گئے اور آپ صلی ﷺ کی طرف اوپر گئے اور پوچھا کہ کیا لہسن حرام ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ اس پر ابوایوب انصاری نے کہا جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت ابوایوب انصاری کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر غزوہ احد اور غزوہ خندق سمیت تمام غزوات میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک موقع پر حضرت ابوایوب انصاری آنحضرت ﷺ کے خیمہ کے باہر ننگی تلوار لئے تمام رات پہرہ دیتے رہے جب آنحضرت ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت ابوایوب انصاری کے حق میں دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ اِحْفَظْ اَبَا اَیُّوْبَ کَمَا بَاتَ یَحْفُظُنِی کہ اے اللہ ابوایوب کی حفاظت فرما جس طرح اس نے پوری رات میری حفاظت کرتے ہوئے گزاری۔

حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوایوب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں کوئی چیز تنکا وغیرہ دیکھا تو انہوں نے اسے آپؐ سے الگ کر دیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابوایوب سے اللہ وہ چیز دور کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوایوب تمہیں تکلیف نہ پہنچے۔

حضرت ابوایوب جب بصرہ گئے تو حضرت ابن عباس کے ہاں قیام کیا۔ حضرت ابن عباس نے ان کیلئے اپنا گھر خالی کیا اور کہا میں آپ کے ساتھ ضرور ویسا ہی سلوک کروں گا جیسا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ حضرت ابن عباس نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا تو وہ باہر چلے گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے کہا گھر میں جو کچھ ہے وہ سب آپ کا ہے اور انہوں نے اپنا الگ انتظام کرلیا۔

ایک روایت میں ہے کہ مروان جب مدینہ کا گورنر تھا تو ایک روز اس نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنا چہرہ نبی کریم ﷺ کی قبر پر لگایا ہوا تھا۔ مروان نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ تم کیا کر رہے ہو؟ یہ شرک ہے۔ مروان نے دیکھا کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں ان پتھروں کے پاس نہیں آیا۔ حضور انور نے فرمایا: مطلب یہ تھا کہ میں محبت و عشق کی وجہ سے جھکا ہوا ہوں پتھروں کو سجدہ نہیں کر رہا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میرے دل میں ہے شرک نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوایوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ماں اور اسکے بیٹے کے درمیان جدائی ڈالی تو اللہ تعالیٰ اسکے اور اسکے پیاروں کے درمیان قیامت کے دن جدائی ڈال دے گا۔

حضرت ابوایوب انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت اس وقت تک خیر پر باقی رہے گی یا یہ فرمایا کہ فطرت پر قائم رہے گی جب تک وہ مغرب میں تاخیر نہ کریں۔ یعنی پہلے وقت میں مغرب کی نماز پڑھنی چاہئے۔ ابو واصل سے مروی ہے کہ میں حضرت ابوایوب انصاری سے ملا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور دیکھا کہ میرے ناخن بہت لمبے ہیں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی آسمان کی خبروں کے متعلق سوال کرتا ہے اور وہ اپنے ناخن اس طرح لمبے رکھتا ہے جیسے پرندوں کے ناخن ہوتے ہیں۔ ان میں گندگی اور میل کچیل اکٹھی ہو جاتی ہے اس لئے ناخن کاٹ کے رکھا کرو۔

حضرت ابوایوب کا فضل و کمال اس قدر مسلّم تھا کہ خود صحابہ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس، ابن عمر، براء بن عازب، انس بن مالک، ابو امامہ زید بن خالد جہنی، وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے حضرت ابوایوب کے فیض سے بے نیاز نہیں تھے۔ تابعین میں سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، سالم بن عبد اللہ، عطاء بن یسار، عطاء بن یزید لیثی، ابوسلمی، عبد الرحمن بن ابی لیلی بڑے پائے کے لوگ ہیں تاہم وہ حضرت ابوایوب کے ارادت مندوں میں داخل تھے۔ جب حضرت ابوایوب انصاری کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ اگر میری وفات قریب نہ ہوتی تو میں اسے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو اس حالت میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

حضرت ابوایوب انصاری غزوہ بدر میں شریک ہوئے آپ مسلمانوں کی کسی لڑائی میں پیچھے نہیں رہے اگر ایک وقت میں دو مختلف جنگیں ہو رہی ہوتیں تو کسی نہ کسی جنگ میں لازمی شامل ہوتے تھے۔ ایک جنگ میں حضرت ابوایوب بیمار ہو گئے۔ لشکر پر یزید بن معاویہ امیر تھا وہ ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کی کوئی ضرورت ہو تو بیان کریں۔ انہوں نے کہا کہ میری ضرورت یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے سوار کرنا پھر جہاں تک گنجائش ملے دشمن کے ملک میں لے جانا اور وہاں دفن کر دینا اور واپس آجانا۔ جب حضرت ابوایوب کی وفات ہو گئی تو اس نے انہیں سوار کیا اور جہاں تک گنجائش ملی وہ دشمن کے ملک میں لے گیا اور انہیں دفن کیا پھر واپس آگیا۔

حضرت ابوایوب انصاری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنی وفات تک جہاد سے چمٹے رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ باون ہجری میں قسطنطنیہ کی جنگ میں آپ کی وفات ہوئی۔ یزید بن معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت ابوایوب انصاری کا مزار ترکی کے شہر استنبول میں ہے۔ ترکی کے اکثر لوگ سکون قلب کیلئے یہاں حاضر ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اب بدری صحابہ کا ذکر تو ختم ہو گیا لیکن چاروں خلفاء کا انشاء اللہ بیان کروں گا۔ بعدہ حضور انور نے مکرم عبد الحئی منڈل صاحب معلم سلسلہ انڈیا، مکرم سراج الاسلام صاحب معلم سلسلہ مرشد آباد (انڈیا)، مکرم شاہد احمد خان پاشا صاحب ابن حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ اور مکرم سید مسعود احمد شاہ صاحب (یوکے) کا ذکر خیر فرمایا اور فرمایا کہ نمازوں کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad